ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
11
www.tanzeem.org
18 تا 24 مارچ 2014ء / 16 تا 22 جمادی الاولیٰ 1435ھ

اس شمارے میں

اناج کا قحط یا......؟
انسداد سود کیس
پادشاہوں کی نہیں ......
نصاب تعلیم اور قوم کا مستقبل
شریعت اور پاکستان - لازم و ملزوم
نئی قومی سیکیورٹی پالیسی
اک سفر اچھا لگا!
کلام اقبالؒ

پناہ کا واحد راستہ

میری رائے میں پاکستان کی بقا صرف اسلامی انقلاب میں ہے۔ البتہ جب تک کوئی انقلاب نہیں آتا، جمہوریت ہونی چاہیے، ورنہ چھوٹے صوبوں کے اندر احساس محرومی بڑھے گا۔ اگر انہیں بات کرنے کا موقع ہو، جمہوری حقوق حاصل ہوں، مطالبوں کے لیے جلسے کریں، جلوس نکالیں تو غبار اندر سے نکل جاتا ہے، بھڑاس نکل جاتی ہے، ورنہ لاوا اندر ہی اندر پک کر پھٹ پڑتا ہے۔ البتہ ہمارے لیے پناہ کا واحد راستہ یہی ہے کہ ہم اسلام کی طرف پیش قدمی کریں۔ کسی بلند تر مقصد کے لیے انسان چھوٹے مفادات کی قربانی دے دیتا ہے۔ جب کوئی مقصد سامنے نہ ہو تو پھر مفادات اور مصلحتیں ہی رہ جائیں گی اور ان میں ٹکراؤ تو ہونا ہی ہے۔ ہماری محرومی ہے کہ ہم اسلام کی طرف سوچنے کو تیار ہی نہیں۔ خدارا سوچیے! وہ مقصد کہاں ہے جس کے لیے پاکستان بنایا تھا؟ نوجوان نسل سوال کرتی ہے کہ پاکستان کیوں بنایا تھا؟ جو ماحول بھارت میں ہے، وہی یہاں ہے۔ بینکنگ کا وہی نظام وہاں بھی ہے جو یہاں ہے۔ وہی ملٹی نیشنل تنظیمیں وہاں بھی ہیں، یہاں بھی ہیں۔ مسجدیں وہاں بھی ہیں، یہاں بھی ہیں۔ پھر آخر کیوں اتنی جانیں دے کر اور عصمتیں لٹا کر پاکستان بنوایا۔ میرے نزدیک ہمارے مسائل کا حل صرف توبہ میں ہے۔ انفرادی توبہ یہ ہے کہ اپنے کردار سے خلاف شریعت کاموں کو نکال دیا جائے۔ دوسری ہے اجتماعی توبہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ایسا کرلیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آجائے گی اور قوم یونسؑ کی طرح اللہ تعالیٰ ہماری توبہ قبول فرمالے گا۔ قوم یونسؑ پر عذاب کے آثار شروع ہو گئے تھے لیکن انہوں نے توبہ کی اور اللہ نے ان پر سے عذاب ٹال دیا۔

بصائر
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

کائنات: ایک بامقصد تخلیق

سُورۃُ الحِجر | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | (آیات 85 تا 86)

وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَـقِّ‌ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ‌ فَاصۡفَحِ الصَّفۡحَ الۡجَمِيۡلَ‏ ﴿۸۵﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡخَـلّٰقُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۸۶﴾

آیت ۸۵ ﴿وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَـقِّ‌ؕ﴾ ''اور ہم نے نہیں تخلیق کیا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ۔''

یہ کائنات ایک بامقصد تخلیق ہے' کوئی کھیل تماشا نہیں۔ ہندو مائتھالوجی کی طرز پر یہ کوئی رام کی لیلا نہیں ہے کہ رام جی جس کو چاہیں راجہ بنا کر تخت پر بٹھا دیں اور جسے چاہیں تخت سے نیچے پٹخ دیں' بلکہ یہ کائنات اور اس کی ایک ایک چیز کی تخلیق بامعنی اور بامقصد ہے۔ اس حقیقت کو سورۂ آل عمران میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے: ﴿رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾﴾ ''اے ہمارے رب! تو نے یہ کائنات بے مقصد نہیں بنائی' تیری ذات اس سے بہت اعلیٰ اور پاک ہے' لہٰذا ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے۔''

﴿وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ‌﴾ ''اور یقیناً قیامت آ کر رہے گی''

چونکہ یہ کائنات اور اس کی ہر چیز حق کے ساتھ تخلیق کی گئی ہے' لہٰذا اس حق کا منطقی تقاضا ہے کہ ایک یومِ حساب آئے' لہٰذا قیامت آ کر رہے گی۔ اس کائنات کا بغور جائزہ لینے سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اس کی تمام چیزیں انسان کے لیے پیدا کی گئی ہیں۔ اگر واقعی ایسا ہے تو منطقی سوال اٹھتا ہے کہ پھر انسان کو کس لیے پیدا کیا گیا ہے؟ اور انسان کے اندر جو اخلاقی حس پیدا کی گئی ہے' اسے پیدائشی طور پر نیکی اور بدی کی جو تمیز دی گئی ہے یہاں دنیا میں اس سے کیا نتائج برآمد ہو رہے ہیں؟ اس دنیا میں تو اخلاقیات کے اصولوں کے برعکس نتائج سامنے آتے ہیں۔ یہاں چور' ڈاکو اور لٹیرے عیش کرتے نظر آتے ہیں اور نیک سیرت لوگ فاقے کرنے پر مجبور ہیں۔ لہٰذا اس صورتِ حال کا منطقی تقاضا ہے کہ اس دنیا کے بعد ایک اور دنیا ہو جس میں ہر شخص کا پورا پورا حساب ہو اور ہر شخص کو ایسا صلہ اور بدلہ ملے جو اس کے اعمال کے عین مطابق ہو۔

﴿فَاصۡفَحِ الصَّفۡحَ الۡجَمِيۡلَ‏ ﴿۸۵﴾﴾ ''تو (اے نبی ﷺ!) آپ ان سے خوبصورتی کے ساتھ درگزر کریں۔''

یہ مجرم لوگ ہماری پکڑ سے بچ نہیں سکیں گے۔ قیامت آئے گی اور یہ لوگ ضرور کیفرِ کردار کو پہنچیں گے' مگر ابھی ہم انہیں ڈھیل دینا چاہتے ہیں' مزید کچھ دیر کے لیے مہلت دینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ فی الحال ان کی دل آزار باتیں برداشت کریں' ان کی معاندانہ سرگرمیوں کے جواب میں صبر کریں اور احسن انداز میں اس سب کچھ کو نظر انداز کر دیں۔ اس رویے اور ایسے طرزِ عمل سے آپ ﷺ کے درجات بلند ہوں گے۔

آیت ۸۶ ﴿اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡخَـلّٰقُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۸۶﴾﴾ ''یقیناً آپ کا رب پیدا کرنے والا اور خوب جاننے والا ہے۔''

وہ جو پیدا کرنے والا ہے' اپنی مخلوق کو خوب جانتا بھی ہے۔ سورۃ الملک میں فرمایا گیا: ﴿اَلَا يَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيۡفُ الۡخَبِيۡرُ ﴿۱۴﴾﴾ ''کیا اُسی کے علم میں نہیں ہو گا جس نے پیدا کیا؟ بلکہ وہ تو نہایت باریک بین باخبر ہے''۔ کسی مشین کو بنانے والا اس کے تمام کل پرزوں سے خوب واقف ہوتا ہے۔

فرمانِ نبویؐ

عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَکۡثِرُوۡا ذِکۡرَهَا ذِمِ اللَّذَّاتِ)) (رواہ الترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لذتوں کو کاٹنے والی کو بہت یاد کرو۔''

تشریح: یہ بات تمہارے ذہن سے اوجھل نہ ہو جائے کہ ایک دن مرنا ہے۔ بیوی، بچوں، مال، جائیداد اور کاروبار کو چھوڑ کر جانا ہے۔ دنیا کی رنگینیوں اور دلفریب بہاروں کو خیر باد کہہ کر قبر کی آغوش میں پہنچنا ہے۔ موت کی بے رحم اور ان دیکھی تلوار بہت جلد تمہیں اس سارے سروسامان سے جدا کر کے رکھ دے گی جسے تم اپنے آرام، لذت اور آسائش کے لیے مہیا کرتے رہے ہو۔ تنہائی میں تمہارے شعور کو موت کا احساس ہونا چاہیے اور ملنے جلنے والوں سے بھی اس کا تذکرہ کیا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آدمی مرکر دنیا کی مادی اور جسمانی راحتوں اور لذتوں سے دستبردار ہو جاتا ہے۔ موت کو بار بار اور کثرت سے یاد کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان بے لگام نہیں ہوتا۔ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے اور اس کے لیے راہ راست پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
18تا24مارچ 2014ء جلد 23
16تا22 جمادی الاولیٰ 1435ھ شمارہ 11
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور-54000
فون:36316638-36366638 فیکس:36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت:36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون:03-35869501 فیکس:35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اناج کا قحط یا......؟

تھر کا قحط سرکاری اعداد وشمار کے مطابق اب تک 133 بچوں کو نگل چکا ہے۔ یہ وہ بچے تھے جو ہسپتال میں لائے گئے تھے لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے۔ جو بچے بھوک اور پیاس کے ہاتھوں گھروں ہی میں دم توڑ گئے ظاہر ہے وہ ان کے علاوہ ہیں۔ ہم تھر کے قحط کے حوالے سے اس تحریر کا آغاز قرآن پاک کی سورۃ الانعام کی آیت 65 سے کر چکے تھے، جس میں اللہ رب العزت فرماتا ہے:

''کہہ دو کہ وہ (اس پر بھی) قدرت رکھتا ہے کہ تم پر اوپر کی طرف سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا تمہیں فرقہ فرقہ کر دے اور ایک کو دوسرے (سے لڑا کر آپس) کی لڑائی کا مزا چکھا دے۔ دیکھو، ہم اپنی آیتوں کو کس کس طرح بیان کرتے ہیں، تاکہ یہ لوگ سمجھیں۔''

کہ ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ تھر میں جو انسانی المیہ وقوع پذیر ہوا ہے جس میں سینکڑوں بچوں نے بلک بلک کر اور تڑپ تڑپ کر جان دی ہے وہ آفات سماوی میں سے کوئی آفت تو نہ تھی۔ یقیناً اس علاقہ میں بارش کا تناسب امسال 30 فیصد کم رہا، لیکن سوال یہ ہے کہ آج کے دور میں ایسے ملک کے کسی حصہ میں گندم یا جانوروں کے لیے چارے کی کمی ہو جائے جو زرعی ملک کہلاتا ہو، خوراک کے معاملے میں نہ صرف کافی حد تک خود کفیل ہو بلکہ اسے برآمد بھی کرتا ہو وہاں اگر کسی بھی وجہ سے انسانوں اور جانوروں کی خوراک میں کمی واقع ہو جائے تو وہاں انسان خوراک کے ہاتھوں یوں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر موت کے منہ میں کیوں جائیں گے۔ ایسے قحط تو پرانے زمانے کی بات ہے، جب قحط کی خبر اور مطلوبہ اشیاء ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقلی میں کئی کئی ماہ لگ جاتے تھے۔ ذرائع مواصلات اور ترسیلات انتہائی سست تھے۔ جبکہ آج ایک جگہ کے حالات کی خبر اور اطلاعات منٹوں اور سیکنڈوں کا کام ہے اور اشیاء کی ترسیلات کا سلسلہ دنوں نہیں گھنٹوں کا معاملہ ہے۔ لہٰذا یہ آفت سماوی نہیں بلکہ اس المیہ نے انسانوں کی بدعنوانی اور بدکرداری کی وجہ سے جنم لیا ہے اور انسانوں کے ہاتھوں انسانیت کی بدترین سطح پر تذلیل ہوئی ہے۔ آدم علیہ السلام کی اولاد اپنے بھائیوں کی وجہ سے گندم کے دانے دانے کے لیے ترستی رہی اور گندم حکومت سندھ کے گوداموں میں سڑتی رہی اور جن عوام کی جان و مال کے تحفظ کی قسم اربابِ اقتدار نے کھائی تھی وہ جاں ہارتے رہے۔ لہٰذا یہ قحط خوراک کا نہیں تھا بلکہ کردار کا تھا۔ یہ سوچ، فکر، شرم وحیا اور عدل وانصاف کا قحط تھا۔ یہ انسانی شرف کا قحط تھا۔ یہ زندہ ضمیری کا قحط تھا۔ یہ حس اور احساسِ فرض کا قحط تھا۔

یہ آدمیت، جذبۂ ایمانی اور خدا خوفی کا قحط تھا۔ اس ظلم عظیم اور معصوم بچوں کے قتل عام کی اولین ذمہ دار سندھ حکومت اور پاکستان پیپلز پارٹی ہے۔ ثانیاً مرکزی حکومت اور ثالثاً پاکستان کے تمام عوام ہیں۔ تیسرے درجہ پر سہی، لیکن قارئین ہمارا عوام کو موردِ الزام ٹھہرانے پر حیران ہو رہے ہوں گے، لیکن ہمارے کانوں میں اس کائنات کی مقدس ترین ہستی کے یہ الفاظ گونج رہے ہیں: ((اَعْمَالُکُمْ عُمَّالُکُمْ)) یعنی تمہارے اعمال ہی تم پر مسلط کر دیے جائیں گے۔ آج ہمارے کرتوتوں نے ہماری قیادت اور ہمارے رہنماؤں کا روپ دھار لیا ہے۔

جہاں تک پاکستان پیپلز پارٹی اور سندھ حکومت کا تعلق ہے ہم سمجھتے ہیں کسی زبان کی لغت میں بھی

ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں جن کے سہارے ان پر تنقید کر کے یہ سمجھا جائے کہ تنقید کا حق ادا ہو گیا ہے یا ان کے اس گھناؤنے جرم پر ان کی حقیقی گرفت ہو سکی ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کو اپنا روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ بھوک ننگ اور موت میں تبدیل کر لینا چاہیے۔ غضب خدا کا جس صوبے کے بچے دودھ اور پانی کے لیے بلک بلک کر جان دے رہے ہیں، اس صوبے کا حکمران سندھ فیسٹیول اور ہماری تاریخی ثقافت کے نام پر میلوں ٹھیلوں اور بے ہودہ اور فحش حرکات پر سرکاری خزانے سے پانچ ارب روپے اڑا دے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! گزشتہ دس سالوں میں ضلع تھرپارکر میں ساڑھے تین ہزار سکول اور بہت سے اسپتال بنائے گئے جبکہ کراچی جیسے بڑے شہر میں اڑھائی ہزار سے زیادہ سرکاری سکول نہیں ہیں۔ سکولوں اور ہسپتالوں کی عمارتیں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں لیکن سکولوں میں نہ استاد نہ شاگرد، کسی قسم کے فرنیچر کا کوئی سوال نہیں۔ ہسپتال میں نہ ڈاکٹر نہ دوا۔ گویا ان عمارتوں کی اچھی بری تعمیر کا صرف اور صرف ایک مقصد تھا کہ اس آڑ میں سرکاری خزانے کو لوٹا جائے۔ اکیاسی (81) سالہ وزیر اعلیٰ نے اس المیہ کے حوالہ سے بعض سرکاری افسروں کو غفلت برتنے کے الزام میں نکالا ہے جن میں محکمہ پولیس کے ایک ایس ایس پی بھی شامل ہیں۔ یہ کارروائی انتہائی مضحکہ خیز دکھائی دیتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ پولیس افسر کا اس المیہ سے کیا تعلق۔ مجرمانہ غفلت کا ارتکاب ہوا ہے محکمہ ڈاک' محکمہ صحت اور ان سے ترسیلات جن کی ذمہ داری ہے۔ صحت کے سیکرٹری صوبے کے حاکم کے داماد ہیں۔ لہٰذا ان کی طرف انگلی اٹھانے کی جرأت کون کر سکتا ہے؟ ترسیلات کی ذمہ داری پاکستان پیپلز پارٹی کے سینئر رکن مخدوم امین فہیم کے فرزند کے مستحکم شانوں پر ہے۔ ان کا دوسرا فرزند متاثرہ ضلع کا ڈپٹی کمشنر ہے۔ ان ذمہ داران کے خلاف آخری خبریں آنے تک کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ گویا اپنوں کو بچاؤ اور دوسروں کو پھنساؤ کی پالیسی اختیار کی گئی ہے۔

سوال یہ ہے کہ ان ظالم حکمرانوں کی اصلاح کس طرح ممکن ہے یا ان سے نجات کیسے حاصل کی جائے۔ انقلاب برپا کرنے کے لیے یا کسی بڑی تبدیلی کے لیے عوامی سطح پر تحریک برپا ہونا لازم ہے اور تحریک کے لیے کسی جذبہ محرکہ کی ضرورت ہے۔ اہل یورپ اور موجودہ دور کی ترقی یافتہ قوموں نے وطنی قومیت کو جذباتی تحریک کی صورت دی۔ لہٰذا میرا ملک' میری قوم' میرا وطن یہ جذبہ تبدیلی لایا اور اہل یورپ کی ایک آنکھ کھل گئی، جس سے صرف یہ دنیا نظر آتی ہے۔ چنانچہ اسی کی ترقی اسی میں بہتری لانا مقصد حیات ٹھہرا۔ یہ جذبہ ہر سطح پر جنوں کی صورت اختیار کر گیا۔ لہٰذا قوم کا حکمران وہی بن سکتا ہے جو قوم وملک اور وطن کی دیانت داری سے خدمت کرے اور اللہ رب العزت کی سنت یہ ہے کہ جس طرف سے کوئی آگے بڑھے وہی راستے اس کے لیے کھول دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ کی یہ سفید فام مخلوق دنیوی سطح پر عروج پر ہے۔ جبکہ ہم پاکستانیوں کا معاملہ یہ ہے کہ ہم نے تو پاکستان حاصل ہی کیا تھا وطنی قومیت کی نفی کر کے۔ لہٰذا یہاں لاکھ کوشش کے باوجود وطنی قومیت اور اس کے لیے قربانی کسی تحریک کے لیے جذبہ محرکہ نہ بن سکا اور نہ کبھی بن سکے گا۔ پھر یہ کہ ہم امت مسلمہ کا حصہ ہیں اور آفاقیت اس کی فطرت میں شامل ہے۔ کسی زمین سے جڑنا اتنی اہمیت نہیں رکھتا۔ نظریہ پاکستان کی اصطلاح جس کا تمسخر اڑانا اس پاک سرزمین پر بسنے والے سیکولر عناصر کا آج محبوب ترین مشغلہ ہے جب تک اس نظریہ کو عملی شکل نہیں دی جاتی، حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کا بے لنگر جہاز کی طرح پانی کی لہروں پر انحصار ہو گا اور اُس کا رخ اُدھر سے اِدھر اور اِدھر سے اُدھر ہوتا رہے گا اور بحری قزاق اس پر جب چاہیں قابض ہو جائیں گے۔

ان قزاقوں سے جہاز کا قبضہ چھڑانے کا صرف اور صرف ایک طریقہ ہے کہ عوام کو اپنے دین اسلام کی بنیاد پر متحرک کیا جائے۔ ہماری بہت بڑی خوش قسمتی جسے آج تک ہم نے اپنی بدقسمتی اور بدبختی میں بدلا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ہماری دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی کا انحصار پاکستان میں اسلام بحیثیت نظام نافذ کرنے پر ہے۔ پاکستان چونکہ اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے، لہٰذا کسی دوسری شے کو بنیاد بنا کر اسے مستحکم کرنے کی خواہش احمقانہ ہو گی۔ ایسی صورت میں تو اس کی سلامتی بھی غیر یقینی ہو جائے گی جیسی کہ اس وقت ہے اور اگر ہم اس میں اسلام کا عادلانہ نظام رائج کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو اس تیر سے دنیا اور آخرت دونوں کا شکار نہ صرف ممکن ہو گا بلکہ یقینی طور پر ہو گا۔ چنانچہ اس بابرکت نظام کے لیے تن من دھن نہ لگانا لیکن حکمرانوں کے ظلم وستم اور استحصال کا رونا روتے رہنا اس شوہر کا رویہ اختیار کرنا ہے جو اپنی بیوی کو طلاق بھی نہ دے اور دن رات اس کی بے وفائی بے رغبتی اور بے اعتنائی پر سر پیٹتا رہے اور آہ و پکار سے آسمان سر پر اٹھائے رکھے۔ اس ہدف کو حاصل کرنے کے لیے مضبوط کردار لوگوں پر مشتمل ایک جماعت کو تحریک برپا کرنا پڑے گی — یہ کام نہ ووٹوں کی بھیک مانگنے سے ہو گا اور نہ ہر سامنے آنے والے مسلمان بھائی کی گردن اڑا دینے سے ہو گا یقیناً اس عظیم کام کے لیے صالح معاشرہ کی تشکیل لازم ہے، لیکن اس حوالے سے اسے امر بالمعروف کے ساتھ ساتھ نہی عن المنکر کا فریضہ بھی ادا کرنا ہو گا اور منکر کو روکنا ہو گا پہلے زبان سے اور پھر وقت آنے پر ہاتھ سے' وگرنہ عذاب ہم پر قطار اندر قطار اترتے رہیں گے۔ اور ہم روتے پیٹتے رہیں گے رونے پیٹنے سے مردے زندہ نہیں ہوا کرتے اور نہ شتر مرغ کی طرح ریت میں منہ دینے سے طوفان ٹلا کرتے ہیں۔

سود کی شناعت اور

پاکستان میں انسدادِ سود کیس

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کا 21 فروری 2014ء کا خطاب جمعہ!

مرتب: فرقان دانش

> امیر تنظیم اسلامی کے 21 فروری 2014ء کے مفصل خطاب جمعہ کا پہلا حصہ عظمت قرآن کے بیان پر مبنی تھا، جس کی تلخیص گزشتہ شمارہ میں شائع کر دی گئی۔ دوسرا حصہ سود کی شناعت اور پاکستان میں انسداد سود کیس کے بیان پر مشتمل تھا۔ زیر نظر شمارہ میں اس کی تلخیص پیش کی جا رہی ہے۔ (ادارہ)

حضرات! اللہ کا شکر ہے انسداد سود کے حوالے سے اس وقت علماء کرام کچھ سرگرم عمل ہوئے ہیں اور ان کی طرف سے یہ بات آئی ہے کہ اس جمعہ میں اس پر بات ہونی چاہیے۔ اس مسجد کے نمازی تو اس بات کے گواہ ہیں الحمدللہ اس منبر سے سود کے حوالے سے قرآن مجید کی آیات اور احادیث کو پورے شدّ ومد سے بیان کیا جاتا رہا ہے۔ سود کبیرہ گناہوں میں سے وہ گناہ ہے جس کے لیے قرآن اور حدیث میں انتہائی سخت الفاظ آئے ہیں۔ ایک حدیث میں آیا: ((الربا سبعون حوباً ایسرھا ان ینکح الرجل امه)) سود کے گناہ کے (چھوٹے بڑے) ستر حصے ہیں۔ ان میں سب سے ہلکا حصہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔ یہ ہے شناعت جس کو پڑھ کر جھرجھری آ جاتی ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں بھی سود کے بارے میں بڑے سخت الفاظ آئے۔ ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ ﴾ (البقرۃ) ''مومنو! اللہ سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو۔'' اس سے پہلے اسی رکوع میں یہ بات آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے جبکہ سود اور ربا (سود) کو حرام کیا ہے جبکہ لوگ یہ کہہ رہے تھے ﴿ اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ ﴾۔ بیع اور ربا میں کیا فرق ہے۔ یہ فرق تمہیں سمجھ میں آئے یا نہ آئے لیکن جان لو اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور ربا کو حرام کیا ہے۔ اسی رکوع کے آخر میں فرمایا کہ رب کی طرف سے فیصلہ آ گیا ہے کہ جس کسی نے کسی شخص کو سودی قرض دیا ہوا ہے تو وہ سود کو چھوڑ دے۔ ہاں اصل زر کے تم مستحق ہو۔ جو رقم تم نے قرض دی تھی وہ تم واپس لے سکتے ہو لیکن اب سود کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ﴿ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا ﴿۲۷۹﴾ ﴾ (البقرہ) ''اگر ایسا نہ کرو گے۔'' ﴿ فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ ﴾ ''تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) اللہ اور رسولؐ سے جنگ کرنے کے لئے (تیار ہوتے ہو)۔'' تو اللہ اور رسولؐ سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ تمہارے خلاف اللہ اور رسولؐ کی طرف سے واضح جنگ کا الٹی میٹم ہے۔ اتنے سخت الفاظ کسی اور گناہ کے لیے قرآن میں نہیں آئے۔

الحمدللہ ملک سے سود کے خاتمہ کے لیے ہم نے ایک بار پھر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے۔ اس ملک میں انسداد سود کے لیے کی جانے والی جدوجہد کی ایک لمبی داستان ہے۔ اس جدوجہد میں ایک مرتبہ ہم کلائمکس پر پہنچ گئے تھے جب 1991ء میں وفاقی شرعی عدالت نے فیصلہ دے دیا تھا کہ بنک انٹرسٹ سود ہے۔ اس کے بعد اپیل کے لیے حکومت نے ایک ادارے کو آگے کیا تھا۔ بدقسمتی سے اس وقت مسلم لیگ (موجودہ مسلم لیگ (ن)) ہی کی حکومت تھی جو اس فیصلے کے خلاف اپیل میں گئی، یوں اس معاملے کو سردخانے میں ڈال دیا گیا۔ پرویز مشرف کے آنے کے بعد پھر کسی نے اس معاملہ کو اٹھایا کہ اس پر گفتگو تو کرو۔ لہٰذا وفاقی شرعی عدالت کے فیصلےپ ر سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ نے نظر ثانی کی۔ اس وقت بھی پوری بحث ومباحثہ کے بعد اسی فیصلے کو برقرار رکھا گیا جو پہلے وفاقی شرعی عدالت 1991ء میں دے چکی تھی۔ یہ پرویز مشرف کے آخری دور میں ہوا تھا۔ تاہم اس وقت حکمرانوں نے سازش کر کے ان ججوں کو ہٹایا اور فیصلے کے اوپر کچھ شکوک وشبہات وارد کر کے، کچھ نئے سوالات ڈال کر اور بہت سے پروسیجرز کو بائی پاس کرتے ہوئے معاملہ پھر وفاقی شرعی عدالت کو واپس کر دیا گیا کہ ابھی اس کے اندر بہت سے ابہامات باقی ہیں، ان کے جواب دیئے جائیں۔ اس لیے کہ فیصلے پر عمل تو کرنا نہیں تھا۔ اب وہ وفاقی شرعی عدالت میں پڑا ہوا ہے۔

بہرحال ایک بار پھر ہم نے اپنی طرف سے اتمام حجت کرنے کے لیے سپریم کورٹ سے رجوع کیا۔

عدالت عظمیٰ نے کہا کہ یہ تو وفاقی شرعی عدالت ہی کرے گی، آپ اس کے پاس جایئے۔ اب ہم نے وفاقی شرعی عدالت میں کیس کر دیا ہے۔ اس موقع پر اوریا مقبول جان صاحب اور کچھ دوسرے حضرات نے بھی اسی مسئلے میں وفاقی شرعی عدالت سے رجوع کیا۔ وہاں یہ بات سامنے آئی ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کے ججوں میں صرف ایک جج ہیں جو علم دین کے حوالے سے کچھ واقفیت رکھتے ہیں، باقی تو بالکل سیکولر مائنڈ لوگ ہیں جن کے پاس دین کی تعلیم ہی نہیں ہے۔ سیکولر ذہن ہونا اور بات ہے لیکن کم سے کم دینی تعلیم تو ہو، وہ بھی نہیں۔ چنانچہ اب یہ کیا گیا ہے کہ وہ سارے سوالات جن کے جوابات پہلے دیئے جا چکے ہیں وہ پھر از سر نو شریعت کورٹ نے اٹھا کر علماء کو بھیج دیے کہ ان چودہ سوالوں کے جوابات دیئے جائیں۔ ہمیں بھی یہ سوال بھیجے گئے۔ یہ جو انداز ہے، اس پر اعلیٰ وکلاء کا تبصرہ یہی ہے کہ ٹرک کی بتی کے پیچھے لگانے والا کام ہے یعنی جو بات پہلے طے ہو چکی ہے اسے اب الف ب سے شروع کر دیا جائے۔ اس معاملے میں جب عدالت نے علماء سے رائے طلب کی اور ہم بھی عدالت میں گئے اور کچھ لوگوں سے رابطہ کیا تو الحمدللہ ملی مجلس شرعی جس میں تمام مسالک کے علماء ہیں، نے اس کو Take Up کیا ہے۔ ان کی کئی میٹنگز ہوئی ہیں اور اب وہ اس حوالے سے ایک عوامی مہم شروع کر رہے ہیں، تاکہ عوام کو حقائق سے آگاہ کیا جائے۔

اس حوالے سے آپ کو بتا دوں کہ قائداعظم نے سود کے حوالے سے 15 جولائی 1948ء کو واضح طور پر کہا تھا کہ یہ غیر اسلامی ہے۔ یہ چیزیں منظر عام پر نہیں تھیں۔ عام طور پر یہی کہا جاتا تھا کہ اگر کچھ کرنا ہوتا تو قائداعظم کرتے۔ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہی نہیں۔ حالانکہ اب یہ باتیں سامنے آرہی ہیں کہ قائداعظم پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانا چاہتے تھے۔ اوریا مقبول جان بھی یہ بات سامنے لے کر آئے ہیں کہ قائداعظم نے شعبہ تعلیم کو اسلامائز کرنے اور پورے ملکی نظام کو اسلامائز کرنے کے لیے ادارے بنا دیے تھے۔ علامہ اسد کو یہ کام تفویض کیا تھا۔ یہ ساری چیزیں تاریخ کے صفحات سے دانستہ طور پر مٹائی گئی ہیں۔ قائداعظم کی 15 جولائی 1948ء کی سٹیٹ بنک کی افتتاحی تقریب سے خطاب میں یہ بات موجود تھی کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے تو شروع میں ہی ان چیزوں کی طرف توجہ ہونی چاہیے۔ وہ فرماتے ہیں: ”میں

> ”سود کے گناہ کے (چھوٹے بڑے) ستر حصے ہیں۔ ان میں سب سے ہلکا حصہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے“ (الحدیث)

نہایت اشتیاق کے ساتھ آپ کی ریسرچ فاؤنڈیشن کے تحت موجود بنکنگ نظام کو اسلامی، معاشی اور معاشرتی افکار کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی سعی و کوشش کو دیکھنا چاہوں گا۔ اسلامی، معاشی اور معاشرتی افکار کے ساتھ بنکنگ کے نظام کو ہم آہنگ ہوتا دیکھنا چاہوں گا۔ مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لیے کچھ ناقابل حل مسائل پیدا کیے ہیں اور بظاہر یہی محسوس ہوتا ہے کہ کوئی معجزہ ہی اسے تباہی سے بچا سکتا ہے۔ یہ نظام انسانوں کے مابین معاشی عدل قائم کرنے اور عالمی سطح پر ہونے والی کشمکش کے تدارک میں ناکام ہو چکا ہے۔ اس کے برخلاف یہی نظام ماضی میں ہونے والی دو عالمی جنگوں کا سبب بنا ہے۔ دنیائے مغرب اپنی صنعتی ترقی اور مشینی ایجادات واختراعات کے باوجود بدترین انتشار میں مبتلا ہے جو تاریخ میں اپنی نوعیت کا ایک منفرد معاملہ ہے۔ مغربی معاشی نظریے اور عمل کو اختیار کرنا ہمیں اس آسودہ معاشرے تک پہنچنے کا باعث نہیں ہو سکتا جو ہماری منزل ہے۔“

اسلامی نظام کے بارے میں قائداعظم کا ویژن اس قدر واضح تھا، جبکہ تہمتیں لگانے والے ہیں کہتے ہیں کہ قائداعظم تو سیکولر تھے۔ سیکولرازم کا مطلب ہے کہ

پریس ریلیز 14 مارچ 2014ء **حافظ عاکف سعید**

تھرپارکر میں حکومت اور ارباب اختیار کی مجرمانہ غفلت سے انسانی المیہ نے جنم لیا ہے
غفلت کے مرتکب حکومتی عہدیداران کو عبرتناک سزا دی جائے

سندھ فیسٹیول کے نام پر پانچ ارب روپے فحش اور بیہودہ حرکات پر اڑانے والے حکمرانوں کے لیے تھر میں بھوک پیاس سے ہونے والی اموات باعث شرم ہیں

پاکستان پیپلز پارٹی کو اپنا انتخابی نعرہ روٹی، کپڑا اور مکان کو بھوک، ننگ اور موت کے نعرے میں تبدیل کر لینا چاہیے

تھرپارکر میں حکومت اور ارباب اختیار کی مجرمانہ غفلت سے انسانی المیہ نے جنم لیا ہے اس سے انسانیت کی بدترین تذلیل ہوئی ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطبہ جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ گندم گوداموں میں پڑی خراب ہوتی رہی اور تھر میں آدمؑ کی اولاد ایک ایک دانے کو ترستی رہی۔ حکمرانوں کے لیے یہ ڈوب مرنے کا مقام تھا۔ سندھ فیسٹیول کے انعقاد میں پانچ ارب روپیہ فحش اور بیہودہ حرکتوں میں اڑا دیا گیا لیکن اسی عرصے میں صوبہ سندھ کے ایک ضلع میں بچے دودھ کی نایابی کی وجہ سے بلک بلک کر اور تڑپ تڑپ کر جانیں دیتے رہے۔ تھر میں ہسپتالوں کی عمارتیں موجود ہیں لیکن نہ ڈاکٹر ہے نہ دوائی، یہاں تک کہ خشک لب اور سوکھے حلق کو تر کرنے کے لیے پانی بھی دستیاب نہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ غفلت کے مرتکب حکومتی عہدیداران کو عبرتناک سزا دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ تمام سیاسی جماعتوں کے نزدیک عوام تو محض ووٹ دینے کی مشین ہیں لیکن خاص طور پر پاکستان پیپلز پارٹی کو اپنا انتخابی نعرہ روٹی، کپڑا اور مکان کو بھوک، ننگ اور موت کے نعرے میں تبدیل کر لینا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا تعلق اس امت سے ہے جس کے حکمران آٹے کی بوری اپنی پیٹھ پر لاد کر ضرورت مند کے گھر پہنچاتے تھے جن کا قول تھا کہ فرات کے کنارے کتا بھی بھوکا مر گیا تو عمر جوابدہ ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ جب تک ہم اللہ اور رسول ﷺ سے وفاداری کی روش اور اپنے اسلاف کی سوچ اور طرز زندگی کو نہیں اپنائیں گے ایسے حکمران ہی ہمارا مقدر رہیں گے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی پاکستان)

آپ صرف نماز روزے کے حد تک بات کریں، باقی نظام کے حوالے سے کوئی بات نہ کریں۔ قائداعظم تو بات ہی پورے نظام کی کر رہے ہیں۔ قائداعظم نے مزید فرمایا: ''ہمیں اپنی تقدیر خود اپنے ظروف واحوال کے مطابق لکھنا ہوگی اور اسلام کے معاشرتی عدل اور انصاف پر مبنی ایک معاشی نظام کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہوگا۔ جس کے ذریعے ہم بحیثیت مسلمان اپنا فرض ادا کرسکیں اور انسانیت کے سامنے پیغام امن پیش کرسکیں، جو اس کی فلاح وبہبود اور ترقی کا ضامن ہوگا۔''

اسی طرح 1973ء کے دستور کے آرٹیکل 38 کی ذیلی دفعہ F میں کہا گیا کہ حکومت جس قدر جلد ممکن ہوسکے ربا کو ختم کرے گی۔ قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے دستوری طور پر قائم ہونے والے ادارے اسلامی نظریاتی کونسل نے 3 دسمبر 1969ء کو ایک رپورٹ میں کہا تھا کہ ''موجودہ بنکاری نظام کے تحت افراد، اداروں اور حکومتوں کے درمیان قرضوں کا کاروباری لین دین میں اصل رقم پر جو اضافہ یا بڑھوتری ہے وہ ربا کی تعریف میں آتی ہے۔ سیونگ سرٹیفکیٹ میں جو اضافہ لیا جاتا ہے وہ بھی سود میں شامل ہے۔ پراویڈنٹ فنڈ اور بیمہ پالیسی میں جو اضافہ دیا جاتا ہے وہ بھی ربا میں شامل ہے۔ صوبوں، مقامی اداروں اور سرکاری ملازمین کو دیئے گئے قرضوں پر اضافہ بھی سود ہی کی ایک قسم ہے اور یہ تمام صورتیں حرام اور ممنوع ہیں''۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ علمائے کرام ان حقائق سے عوام کو آگاہ کریں اور اس بار حکومت کو سود کے خاتمے کے حوالے سے پہلوتہی نہ کرنے دیں۔

☆☆☆

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط وکتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط وکتابت کورسز
قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید نے 28 فروری 2014ء کو جامع مسجد قرآن اکیڈمی لاہور میں اجتماع جمعہ سے خطاب فرمایا۔ اگلے روز صبح 11 بجے Wish یونیورسٹی اسلام آباد میں ''اقامت دین'' کے موضوع پر خطاب فرمایا، جو قریباً ایک گھنٹے پر محیط تھا۔ بعدازاں سامعین کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ اجلاس کی صدارت امیر جماعت اسلامی سید منور حسن نے کرنا تھی، مگر وہ بوجوہ نہ آسکے۔ ان کی جگہ جناب خالد رحمٰن کو صدارت کی دعوت دی گئی۔ تنظیم کے بعض رفقاء بھی آئے ہوئے تھے۔

اسی روز سہ پہر امیر تنظیم اسلامی نے اسلام آباد میں سلطان بشیر الدین محمود کے منعقد کردہ ایک سیمینار میں شرکت کی۔ یہ سیمینار فیصل مسجد کے آڈیٹوریم میں منعقد ہوا۔ وہاں اُن کا موضوع تھا: ''کیا پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے؟ کیا دہشت گردی سے اسلام آسکتا ہے؟''۔ امیر محترم نے اس موقع پر موضوع کے حوالے سے تفصیلی خطاب فرمایا، جس سے تنظیم کا پیغام بحمداللہ واضح طور پر لوگوں کے سامنے آیا۔ سلطان بشیر الدین محمود نے فحاشی کے خلاف مہم کے حوالے سے تنظیم اسلامی کا خصوصی طور پر ذکر کیا کہ تنظیم نے اس مہم میں ہمارے ساتھ تعاون کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک لاکھ دستخط کروائے جب کہ ہمارے خیال میں تنظیم والے 10 / 11 لاکھ تک دستخط کرواسکتے ہیں۔

اتوار کی صبح اسلام آباد ہوٹل میں ''مجلس مشاورت اسلامی'' کے اجلاس میں شرکت کی۔ یہ اجلاس سہ پہر تین بجے تک جاری رہا۔ اسلام آباد کے دورہ کے موقع پر امیر حلقہ اسلام آباد سے بھی تفصیلی نشست ہوئی۔

بروز منگل امیر محترم نے حلقہ لاہور شرقی کی شوریٰ سے مرکز گڑھی شاہو میں ملاقات کی۔ یہ پروگرام بعد از نماز مغرب تقریباً 9 بجے تک جاری رہا۔ اس میں حلقہ کے تمام ارکان ومعاونین، مقامی امراء کا تفصیلی تعارف ہوا۔ بعد ازاں سوال/ جواب کی نشست ہوئی، جس میں بعض تجاویز سامنے آئیں اور ان کے حوالے سے مشورے ہوئے۔ نیز سالانہ اجتماع کے حوالے سے سیر حاصل گفتگو ہوئی۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''مرکز تنظیم اسلامی حلقہ مالاکنڈ نزد گرڈ اسٹیشن ڈیر (تیمرگرہ) ضلع دیر پائیں'' میں

مبتدی تربیتی کورس

30 مارچ تا 5 اپریل 2014ء

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

اور

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

4 تا 6 اپریل 2014ء

(بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں، موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0345-9535797 / 0945-601337

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 36316638-36366638(042)

پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ہم نے تیرہ سال حقائق سے نظریں چرا کر بدترین دشمنوں کو دوست اور دوستوں کو دشمن بنانے میں دن رات ایک کر دیئے۔ اپنی شناخت بدلنے، قوم کو بھی دن رات باور کروانے میں میڈیا، اخبار و رسائل، سیمینارز، تقاریر، بدلے نصاب، بینرز، جلسے جلوس تمام حربے استعمال کر ڈالے۔ بنگلہ دیش کی سرزمین پر عبدالقادر ملا کی پھانسی گاہ کے قریب کرکٹ کے ایک چھکے نے۔۔۔ کر دیا قصہ تمام! زمان و مکان کے فاصلے مٹ گئے۔ دو قومی نظریے کا جادو تینوں ممالک میں سر چڑھ کر بولا۔ نفرت کی ہر پٹی پڑھانے کے باوجود بنگالی بھائیوں پر طاری کردہ مصنوعی سیکولرزم، نیشنلزم کے پردے چاک کر کے ان کی فطری محبت عود کر آئی۔ پاکستانی ٹیم کو سپورٹ کیا۔۔۔ ادھر بھارت سے جیتنے کو زندگی موت کا مسئلہ بنا لیا گیا، اور جیت کیا ہوئی پاکستانی قوم نے گویا لال قلعہ فتح کر لیا! آپ لاکھ توجہ بٹالیں، دوست دشمن کی پہچان پراپیگنڈوں سے مٹ جانے والی نہیں۔ اُدھر بھارت کو دیکھیے! امن کی آشا کی جیل (Jell) لگا لگا کر کتے کی دم کی طرح سیدھا کرنے کی ہر کوشش یوں اچانک ناکام ہوئی۔ بھارت کا میچ ہارنا تھا کہ رسہ تڑا کر حقیقت میرٹھ میں کشمیری طلبہ پر چڑھ دوڑی۔ سپر پاور کے خواب دیکھنے والا بھارت پاکستان کی ایک چھوٹی سی جیت سہارنے کا متحمل نہ ہوا۔ میرٹھ کے طلبہ لمحے بھر میں غدار ٹھہرے۔ یونیورسٹی سے نکال باہر کیے جانے لگے۔ کشمیر میں نوجوان کو خوشی سے نعرے لگانے پر بھارتی فوجیوں نے ذبح کر دیا۔ خلاف توقع، خلاف معمول وزارت خارجہ پاکستان نے کشمیری طلبہ کے لیے اپنی یونیورسٹیوں میں داخلے کی پیش کش کر دی! تیرہ سالہ دوستی کے کچے رنگ ایک میچ کی دھلائی برداشت نہ کر سکے۔ جناب! حقیقت یہی ہے۔ اسلام رگ و پے کے اندر تک اتری ہوئی ایک شناخت ہے، جسے تسلیم کر لینے میں عزت و وقار ہے، سربلندی و عافیت ہے۔ 22 لاکھ مربع میل کے حکمران حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا تھا ''ہم وہ قوم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے عزت دی ہے۔''

آئی ایس پی آر کے جنرل باجوہ نے این بی سی نیوز کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا تھا کہ ہم نے بھارت کے ساتھ سرحد پر ایک لاکھ سے کم فوج، جبکہ قبائل پر ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ فوج متعین کر رکھی ہے۔ امریکہ کو باور یہ کروایا جا رہا تھا کہ ہم زیادہ بڑا دشمن کس کو سمجھتے ہیں اور کس سے نمٹنے کو چوکس کھڑے ہیں۔ ایسے میں ایک چھکے نے ہمارا ریکارڈ درست کروا دیا کہ بھولو مت! تمہارا اصل دشمن کون ہے۔ ہم امریکہ کی ایماء پر پلٹ پلٹ کر وزیرستان میں آپریشن کی یاد دہانی ضروری جانتے ہیں۔ ایک طرف وزیراعظم، وزیر داخلہ، عرفان صدیقی صاحب پوری سچائی کے ساتھ مذاکرات کے ذریعے مسائل حل کرنے کو ترجیح قرار دیتے ہیں۔ ساتھ ہی وزیر دفاع خواجہ آصف مارچ میں مارچ کی دھمکی داغ دیتے ہیں۔ ایک قدم مذاکرات میں آگے بڑھتا دکھائی دیتا ہے تو فوراً کہیں نہ کہیں سے مشکوک اور پُراسرار دھماکہ آن وارد ہوتا ہے۔ اُدھر آپریشن کا ڈھول پیٹنے پر کمربستہ گروہ اشارہ پاتے ہی پھر میڈیا پر سرگرم ہو جاتا ہے۔ امریکہ کا افغانستان سے نکلنا امریکہ نوازوں اور جنگی صنعت پر پرورش پانے والوں کے لیے ایک قیامت سے کم نہیں۔ تیرہ سالوں میں بلا مبالغہ لاکھوں افراد 'دہشت گردی' کی بہتی گنگا میں ہاتھ دھو رہے تھے۔ 4400 ارب ڈالر کی جنگ ہار کر، پورے افغانستان کے طول و عرض میں اس کے اسلحے، گاڑیوں کی لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ بھاگتے چور کی لنگوٹی (بلکہ پیمپر) پر نظر رکھے بہت سے بیٹھے ہیں۔ ہم بھی اگر اونے پونے داموں سیل پر کچھ خریدنے کی حرص میں ہیں تو عقل کے ناخن لیں۔ جس سائنس ٹیکنالوجی کے شاہکار جنگی ساز و سامان نے 49 ہائی ٹیک ممالک کی فوجوں کا کچھ نہ سنوارا، اُس سے ہمارا کیا بنے گا؟ یہ طالبان، جن سے لڑوانے کو میڈیا پر بڑھکیں مارنے والے غریب فوجی جوانوں کو 'چڑھ جا بیٹا سولی' کے کاشن دے رہے ہیں، انہی افغانوں کے کزن ہیں۔ پروپیگنڈے سے ہم نے دیکھ لیا کہ ماہیت نہیں بدل جاتی! امریکہ کے جاتے ہی دانشوروں سمیت ایک بہت

بڑے طبقے کی روزی روٹی جاتی رہے گی۔ دہشت گردی، طالبان کے حوالے سے بگھارے فلسفوں پر مسیلمہ کذاب کی جھوٹی وحی یاد آتی ہے۔ اس سے جب پوچھا جاتا تو تازہ ''وحی'' کھانے پینے ہی سے متعلق ہوتی۔ اس پر کہا گیا کہ لگتا ہے کہ تیرا فرشتہ (یعنی شیطان) وحی دل پر نہیں پیٹ پر نازل کرتا ہے۔ لہٰذا پیٹ پر زد پڑی تو القا ہونے والے فلسفے مزید بلند آہنگ ہو جائیں گے۔

جہاں بجٹ کی فراہمی جنگ سے وابستہ ہو وہاں امن قائم کرنے سے بڑا چیلنج وزیراعظم کے لیے دوسرا کیا ہوگا۔ 33 سکیورٹی ادارے بشمول ایجنسیاں، 6 لاکھ افراد پر مشتمل ہیں۔ ہمہ گیر مذاکرات دلجمعی سے ہوں اور کامیاب ہوں۔ امریکہ چلا جائے تو یہ 6 لاکھ کہاں کھپیں گے؟ آنے والے وقت کا یہ گھمبیر سوال ہے۔ یہ لینڈ کروز مسلح طبقہ وہ نہیں جو بے روزگار ہوا تو روکھی سوکھی کھالے گا۔ کیا فلاکت زدہ تھر، 50 ہزار سڑکوں پر بے یار و مددگار پڑے شمالی وزیرستان کے بے گھر افراد کی ضرورت یہ ایجنسیاں ہیں۔۔۔؟ ان پر اٹھنے والا زرِ کثیر ہے؟ یا امریکی جنگی مشینری ہے؟ اس پر بھی ستم یہ ہے کہ ریڈ زون میں دھماکہ ہو تو دو درجن سے زائد ایجنسیوں کے علی الرغم یہ طالبان آ کر بتائیں کہ دھماکہ کس نے کیا! 2007ء میں بھی وکلاء، کچہری نشانہ بنی تھی اور 21 افراد مارے گئے۔ کیونکر؟ سب جانتے ہیں اب بھی فوراً بعد از دھماکہ عذر یہ تھا کہ پرویز کی عدالت میں پیشی خطرے سے خالی نہیں۔ ایک دن پہلے ہی عدالت میں نہ پیش ہونے کا اعلان! بیرون ملک فرار کی ازسرنو کوششیں! دال میں پھر کالا تو نہیں۔۔۔؟ رچرڈ اولسن نے نہایت اطمینان سے تھپکی دی ہے۔ گھبرائیں نہیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں! ہاں جناب! آپ کے ساتھ ہونے ہی کو تو بھگت رہے ہیں۔ آپ کہاں کہاں ہمارے ساتھ نہیں! تعلیم، اخلاق، اقدار، سیاست، دین سب ہی کی بربادی میں ساتھ ساتھ ہیں۔ اسلام آباد میں فیشن شو، جس میں برہنگی کی نمائش میں ''ابوالبرہنگی'' امریکہ کے وائسرائے رچرڈ اولسن اپنی بیوی کے ہمراہ ریمپ پر حوصلہ افزائی کے لیے بنفس نفیس شریک ہوئے۔ پاکستان میں ایسے شوز، فیشن انڈسٹری اور بل بورڈز پر برہنگی کے جھنڈے گاڑنے میں یو ایس ایڈ پانی کی طرح پیسہ کیوں بہا رہی ہے؟ برف کے طوفانوں میں گھرے امریکی ٹیکس دہندگان کا پیسہ کھوکھلی ہوتی امریکی معیشت سے نکال کر ہماری اقدار کی تباہی پر کیوں خرچ ہو رہا ہے؟ تھر میں بھوک سے مرتے بچوں کا پرسان حال تو کوئی بھی نہیں۔ نہ یو ایس ایڈ والے، نہ سندھی ثقافت کا انگریزی فیسٹیول رچانے والے بلاول، میاں نہ لندن سے چیخ و پکار مچا دینے والے بڑے بھائی۔

(باقی صفحہ 10 پر)

نصاب تعلیم اور قوم کا مستقبل

پروفیسر عبداللہ شاہین

اکبرالہ آبادی نے کہا تھا۔

ہم ایسی کل کتابیں قابلِ ضبطی سمجھتے ہیں
کہ جن کو پڑھ کے بچے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

بلاشبہ ایسے تمام اسباق کو نصاب سے خارج کرنا یا مشاطگی حسنِ معنیٰ سے ضرور گزارنا چاہیے جو دین اسلام کے بنیادی تصورات (concepts) سے ہی نئی نسل کو دُور لے جا رہے ہیں۔ اس کے لئے ایک مثال نذرِ مطالعہ کرتا ہوں، کیونکہ ایک دانہ چکھ لینے سے ہی پوری دیگ کے پکوان کی قسم، ذائقہ اور تاثیر کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ میری مراد آٹھویں جماعت کی اُردو کی مروجہ کتاب کے پہلے ہی نثری مضمون سے ہے، جس کا عنوان ہے: ''درددل کے واسطے پیدا کیا انسان کو''۔ یہ عنوان میر درد کے ایک شعر کا پہلا مصرع ہے جس کا دوسرا مصرع یوں ہے: ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّ و بیاں۔ یہ شعر صریحاً قرآن مجید سے متصادم ہے اور فرشتوں کے اُس موقف کی ترجمانی ہے جس میں اُنہوں نے بارگاہ الٰہی میں بزعم خویش عرض کیا: ﴿وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ﴾ (البقرۃ:30) ''تیری حمد وثنا اور عبادت کے لئے ہم کافی ہیں'' جبکہ ازاں بعد اُنہیں تسلیم کرنا پڑا: ﴿قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝﴾ (البقرۃ:32) ''تیری ذات پاک ہے ہم صرف اتنا ہی علم رکھتے ہیں جتنا تو نے ہمیں سکھایا ہے۔ بے شک تو ہی علم اور حکمت والا ہے۔''

پیش نظر رہے کہ قرآن مجید نے سورۃ الشعراء میں ایسی ہی شاعری کی مذمت کی اور اُس کے پیروکاروں کو ''غاوون'' (گمراہ) قرار دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی اس قسم کی شاعری کے متعلق فرمایا ہے: ''ایک آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے۔ اس بات سے بہتر ہے کہ شعر سے پیٹ بھرے'' (بخاری، مسلم) کیونکہ ایسی شاعری قطع نظر نفس مضمون کے اپنی قافیہ پیمائی کے صوتی آہنگ اور موسیقیت (music) سے قارئین وسامعین کو مسحور کر دیتی ہے۔

شعر مذکور کو ملک کا سیکولر اور نام نہاد دانشور طبقہ انسان کی تخلیق کا مقصد وحید قرار دیتا اور مذہب ومسلک کو آدمی کا ذاتی معاملہ (Private affair) گردانتا ہے۔ آیئے، ذرا قرآن وحدیث کی روشنی میں جن وانس کی تخلیق کا مقصد جاننے کی کوشش کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝﴾ (الذاریات:56) ''اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔'' یہ تو ہمارے جدّ امجد آدم علیہ السلام کی بشری لغزش کا نتیجہ تھا کہ ہمیں کسب معاش کی مشقت جھیلنا پڑی، ورگرنہ اللہ رب العالمین نے تو سورہ طٰہٰ میں فرمایا: ﴿اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۝ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝﴾ (طٰہٰ) ''یہاں (جنت) میں تم نہ بھوکے رہو، نہ ننگے اور نہ پیاسے رہو، نہ دھوپ کھاؤ'' پس جنت سے روئے ارضی پر اُترنے کے بعد بنی آدمؑ نے روزی روٹی کے حصول کی مشقت تو اُٹھانی ہی ہے۔ بمصداق عبارت قرآنی: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝﴾ (البلد:4) ''بے شک ہم نے انسان کو مشقت بردار بنایا ہے۔'' لیکن ﴿اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝﴾ (اللیل:4) ''بے شک تمہاری کاوشیں مختلف ہیں۔''

> ''خدا پرستی اور انسان دوستی'' دین اسلام کا لب لباب، نچوڑ اور خلاصہ ہے۔ مگر ہم نے تو ''الٰہ پرستی'' کے عنصر سے صرف نظر کر لیا ہے اور انسان دوستی کا راگ الاپنا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ ایک طرف تو ہمارا نصاب تعلیم دن بدن دین سے بیگانہ ہوتا جا رہا ہے، دوسری طرف تعلیم کو تجارت بنا کر گلی گلی انگریزی طرز کی درس گاہیں (دکانیں) کھول لی گئی ہیں

گویا امتحانی زندگی تو ایک ہی بار ملنے والی چیز ہے لیکن اس کی محنتیں دو ہیں: ایک دنیاوی اور دوسری اُخروی۔ لہٰذا آدمی کو معاش اور معاد دونوں کی محنت کرنا ہے۔ لیکن نسبت وتناسب یہ ہے کہ پیٹ بھرنے کی محنت صرف بقدر ضرورت اور وہ بھی بذریعہ کسب حلال، کیونکہ بحوالہ مفہوم حدیث آدمی کا پیٹ بھرنے کے لئے چند لقمے ہی کافی ہیں۔ باقی اوقات کس کے لئے ہیں۔ تو ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝﴾ (سورۃ الانشراح) جو بھی وقت کفایت کرنے والی معیشت سے بچے وہ سب کا سب آخرت کی محنت کے لئے کھپا دو۔ اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جاؤ! نیز سورۃ ذاریات میں فرمایا: ﴿فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ﴾ (آیت:50) ''دوڑو! اللہ کی طرف۔''

مگر ہم ہیں کہ ساٹھ سال کی عمر میں بھی جب کہ ہمیں سرکاری ملازمت سے ریٹائر کر دیا جاتا ہے گویا دنیاوی پیمانہ کے اعتبار سے بھی ردّی قرار دے دیا جاتا ہے، ہم کوئی پرائیویٹ ملازمت یا بزنس اختیار کر لیتے ہیں یعنی اپنی قوت اور صلاحیت کا آخری قطرہ بھی معاشی جدوجہد میں لگا اور کھپا دیتے ہیں تو دنیا ہمیں لیموں کی طرح نچوڑ کر اور گنے کی طرح بیل کر ہماری پیٹھ پر لات مارتی اور اعلان کرتی ہے کہ جاؤ! دفع ہو جاؤ۔ میں نے تم جیسے بڑے دیکھے اور برتے۔ پھر قبر ہمارا استقبال کرتی ہے۔ بقولہ تعالیٰ ﴿اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝﴾ (التکاثر) ''کثرت مال دنیا تمہیں ہلاکت میں ڈالے رکھتی ہے یہاں تک کہ تم قبریں جا دیکھتے ہو'' جبکہ احادیث کی کتابوں میں مدینہ والوں کے بارے میں منقول ہے کہ اُن میں سے کسی کی عمر چالیس سال کو پہنچ جاتی تو وہ عبادت کے لئے فارغ رہتا۔ (ریاض الصالحین) خود رسول کریم ﷺ کا حال یہ تھا کہ بقول مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباسؓ جب اللہ تعالیٰ نے سورۂ نصر نازل فرما کر ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝﴾ آپ کی عنقریب وفات معلوم کرا دی تو بروایت سیدہ عائشہؓ آپؐ ہرنماز میں ((سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ)) پڑھتے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اکثر سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ واتوب الیہ کہتے تھے۔ آمدم برسر مطلب محض انسانی ہمدردی، صلہ رحمی، خدمت خلق اور رفاہ عامہ کے کاموں کا ذکر کر کے ''حقوق العباد'' پر تو زور دینا بلکہ ڈھنڈورا

پیٹنا اور حقوق اللہ کو نظر انداز کر دینا یا ثانوی حیثیت دیتے ہوئے پس پشت ڈال دینا صائب رائے نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو ﴿وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا﴾ (الاسراء:23) فرما کر پہلے اپنی عبادت کا حکم دیا اور پھر ﴿وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا﴾ سے شروع کر کے درجہ بدرجہ حقوق العباد کی تلقین کی۔ لہٰذا۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہو گا عرشِ بریں پر

تو ٹھیک ہے۔ لیکن یہ نہیں کہ

یہی ہے عبادت، یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دُنیا میں انساں کے انساں

اگرچہ رضائے الٰہی کے جذبہ کے تحت انسانی بھلائی کے کام بھی عبادت کا حصہ ہیں۔ لیکن "یہ ہی" عبادت نہیں ہے، بلکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو Balance کرنے کی ضرورت ہے۔ استاذِ مکرم جناب ڈاکٹر اسرار احمد (مرحوم) فرمایا کرتے تھے کہ "خدا پرستی اور انسان دوستی" دین اسلام کا لب لباب، نچوڑ اور خلاصہ ہے، مگر ہم نے تو "اللہ پرستی" کے عنصر سے صرف نظر کر لیا ہے اور انسان دوستی کا راگ الاپنا شروع کر دیا ہوا ہے۔ چنانچہ ایک طرف تو ہمارا نصاب تعلیم دن بدن دین سے بے گانہ ہوتا جا رہا ہے، دوسری طرف تعلیم کو تجارت بنا کر گلی گلی محلہ محلہ انگریزی طرز کی درس گاہیں (دکانیں) کھول لی گئی ہیں، اور مخلوط تعلیم (Co-Education) اور مخلوط تدریس (Co-Teaching) کو اپنا لیا گیا ہے۔ جن میں لڑکے لڑکیاں ایک کیمپس میں پڑھتے اور مرد و خواتین اساتذہ پڑھاتے ہیں۔ اس طرح یہ جدید درس گاہیں اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی آماجگاہیں بن گئی ہیں۔ بقول علامہ محمد اقبال ؎

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروّت کے خلاف

(العیاذ باللہ)

☆☆☆

بقیہ: کار تریاقی

یہ را، موساد، سی آئی اے کے ایجنٹوں والی کہانی بھی اب باسی ہو چکی۔ پاکستان کی امریکہ بھارت دوستی، در پردہ پرویز، پاشا کی اسرائیل موساد پر نوازشات کی کہانیاں پڑھ لیجیے! وقت نے جھوٹ کے سارے پردے ایک ایک کر کے چاک کر دیئے۔ ملک پورا امریکہ کے پے رول پر ہے۔ بھارت سے بغل گیر ہے۔ یہ توقتی طور پر آفریدی نے رنگ میں بھنگ ڈال دیا! اب سازشیہ ہے جو۔۔۔ خدا کا نام لیتا ہے اس زمانے میں!

رہی بات عالمی حقوق نسواں کی۔۔۔ تو کینیڈا کے جہاز میں ایک "تنگ نظر" گورے نے آفریدی جیسا چھکا مار کر حقوق نسواں کے ایک صدی کے دھوم دھڑکے پر پانی پھر دیا۔ خاتون پائلٹ کو مسافر ڈیوڈ نے پیغام لکھ بھیجا۔۔۔ "جہاز کا کاک پٹ خواتین کے لیے مناسب جگہ نہیں۔ خاتون کا سب سے بڑا اعزاز 'ماں' ہونا ہے، کپتان ہونا نہیں۔ ہمارے پاس ماؤں کا فقدان ہے، پائلٹوں کا نہیں!" طالبان کہیں کا! (یہ والی Jell بھی اتر گئی!) وہی اقبال والی زبان۔ بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر۔۔۔ فاطمہ بن کر زمانے کی نگاہوں سے اوجھل ہو جا، تاکہ تیری آغوش میں حسین پل سکیں! عالمی حقوق نسواں۔۔۔ مامتا پر ضرب کاری ہے۔ اب تو گورا بھی چیخ اُٹھا! زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو۔۔۔ نظام فطرت۔۔۔ اسلام کی طرف دنیا کو لوٹنا ہے۔ یہ پادشاہوں کی نہیں، اللہ ہے یہ زمیں!

☆☆☆

جس شخص کو اللہ تعالیٰ خیر سے نوازنا چاہتا ہے اسے دین کا فہم عطا کر دیتا ہے (بخاری، مسلم)

گھر بیٹھے علم دین سیکھنے کا جامع پروگرام

اوپن یونیورسٹی سے آسان طریقہ
ہر عمر کے مرد و خواتین کیلئے

نہ کسی مدرسہ میں داخلہ، نہ مروجہ امتحانات
پورے ملک کے تمام علاقوں کیلئے

تعلیم الاسلام سرٹیفکیٹ
ڈپلومہ: فاضل علوم اسلامی
اسناد فضیلت: الاستاذ، رئیس الاساتذہ
مدرس قرآن کورس
مبلغ اسلام کورس

سکولوں، کالجوں اور دینی مدارس کیلئے خصوصی پیکج

تعلیمی بورڈ:
ڈاکٹر سہیل حسن، صاحبزادہ ڈاکٹر ساجد الرحمٰن، علامہ زاہد الراشدی، جناب خلیل الرحمٰن چشتی، جناب اکرام اللہ جان، پروفیسر ڈاکٹر حبیب الرحمٰن عاصم، مولانا عبدالمالک، حافظ عاکف سعید، ڈاکٹر ایس ایم زمان، ڈاکٹر سید زاہد حسین، مولانا حنیف جالندھری، ڈاکٹر نجم الدین، مولانا محمد صدیق ہزاروی

دعوت فاؤنڈیشن پاکستان

مکان نمبر:1، STI کالونی، پلاٹ نمبر:7، سیکٹر H-9، اسلام آباد
فون: 0313-8484860,0323-5131416,051-4444266
ای میل: anfides@gmail.com

شریعت اور پاکستان ——— لازم و ملزوم

محمد سمیع

ہم نے ہر طرح کا نظام آزما کر دیکھ لیا، پارلیمانی نظام، آمرانہ نظام، صدارتی نظام، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی نظام یہاں نہیں اپنایا گیا تو وہ ہے اسلام کا عادلانہ نظام، حالانکہ پاکستان کے قیام کا محرک ہی یہی تھا، ورنہ ہم یہ نعرہ کیوں لگاتے کہ ''پاکستان کا مطلب کیا لاالٰہ الا اللہ''۔ لیکن کیا کریں ہماری مجبوری یہ ہے کہ ہم اللہ کی حاکمیت اعلیٰ قائم نہیں کرنا چاہتے کیونکہ پھر ہماری اپنی حاکمیت قائم نہ رہے گی اور عوام کا استحصال نہ کر سکیں گے اور ہماری لوٹ مار کیسے جاری رہے گی۔ اس لوٹ مار میں ملک کا اکثریتی حصہ ہم نے 24 سال کے مختصر عرصے میں کھو دیا۔ آج بلوچستان میں علیحدگی پسندی جڑ پکڑ رہی ہے، سندھو دیش کا معاملہ زیر زمین ہے تو قبائلی علاقوں میں علیحدگی کے بیج بوئے جا رہے ہیں۔ قیام پاکستان سے اب تک ہمارے سیکولر حکمرانوں اور دینی قوتوں کے درمیان نفاذ شریعت کے لئے رسہ کشی جاری ہے۔ دینی قوتوں نے زور لگایا۔ قرارداد مقاصد کی بادل نخواستہ منظوری دی گئی، لیکن اسے دستور کا دیباچہ بنادیا گیا۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کو اللہ غریق رحمت کرے، ان کی دوررس نگاہوں نے قرارداد مقاصد کا جو حشر ہونا تھا وہ اسی وقت دیکھ لیا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ قرارداد مقاصد ایک ایسی بارش ہے جس سے قبل نہ کوئی گھٹا اٹھی اور نہ اس کے بعد زمین میں کوئی روئیدگی پیدا ہوئی۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ اپنے خطابات میں ایک واقعہ بیان کیا کرتے تھے کہ ضلع منٹگمری (حال ساہیوال) میں ایک صاحب حاجی بلیکیا مشہور تھے۔ انہوں نے گھنی داڑھی رکھ چھوڑی تھی لیکن ہر دو نمبر کام کرنا ان کا معمول تھا۔ کسی نے ان سے سوال کیا کہ آپ نے داڑھی رکھی ہوئی ہے، لیکن اس طرح کے کام کر لیتے ہو۔ کہنے لگے کہ میری داڑھی کی مثال ویسی ہی ہے جیسے دستور پاکستان میں قرارداد مقاصد۔ ان کی بات ایک اعتبار سے درست بھی تھی، کیونکہ جس ملک میں اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کا اعلان اس کے دستور میں شامل ہو وہاں وہ کچھ ہوا اور ہو رہا ہے، جو قرارداد مقاصد کی روح کے برعکس ہے۔

آج ہمارا سیکولر طبقے ملک کی موجودہ سنگین صورتحال کا ذمہ دار اس قرارداد مقاصد کو قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ نہ یہ قرارداد مقاصد ہوتی اور نہ ملک میں انتہا پسندی کو فروغ حاصل ہوتا۔ وہ انتہا پسندی کی بات کر کے دراصل اسلامی نظام کا راستہ روکنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اب کوشش یہ ہو رہی ہے کہ قرارداد مقاصد کو دستور سے خارج کر کے قائداعظم کی 11 اگست 1947ء کی وہ تقریر شامل کر دی جائے جو ان کو دل و جان سے پسند ہے۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ آج ہم پر جو کچھ گزر رہی ہے اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ ہم نے وطن عزیز میں اسلام کا نظام عدل اجتماعی قائم کر کے شرعی قوانین کو نافذ نہیں کیا بلکہ آج بھی پورا زور اس پر صرف ہو رہا ہے کہ اس کا راستہ روکا جائے۔ اس جرم میں نہ صرف ہمارے حکمراں ملوث ہیں بلکہ ہم عوام بھی اس معاملے میں ان سے پیچھے نہیں۔ شہید ملت لیاقت علی خان مرحوم نے تو اپنے دور حکومت میں قرارداد مقاصد پارلیمنٹ سے منظور کروالی، لیکن چونکہ اسے صرف دستور کے دیباچہ کی حیثیت دی گئی لہٰذا عملی طور پر یہ غیر مؤثر رہی۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے اس سلسلے میں ایک قدم آگے بڑھایا اور اسے دستور کا عملی حصہ قرار دیا لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ جسٹس نسیم حسن نے اس دفعہ کو دستور کی دیگر دفعات کے مساوی قرار دے کر اسے ایک بار پھر غیر مؤثر قرار دے دیا۔ وفاقی شرعی عدالت کے سود کے خلاف دیئے گئے فیصلے کو جس طرح پرویز مشرف کے دور میں سبوتاژ کر کے اسے سرد خانے میں ڈلوا دیا۔ حالیہ دنوں میں اس سلسلے میں عدالت میں تقریباً دس عدد پٹیشنز دائر کی جا چکی ہیں، جس کے بارے میں فیصلہ کب تک آتا ہے یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

دستور میں موجود ان قوانین کو جو قرآن و سنت کے مطابق نہیں، کے بارے میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق پے در پے بننے والی پارلیمنٹس اور موجودہ سمیت تمام حکومتیں قوانین کو اسلامی بنانے کے حوالے سے 1973ء کے آئین کے خلاف ورزی کی مرتکب پائی گئی ہیں، کیونکہ اسلامی نظریاتی کونسل کی جانب سے قانون سازوں کو سامنے پیش کی جانے والی کسی بھی رپورٹ پر غور نہیں کیا گیا اور یہ اب بھی لازمی قانون سازی کے لئے موجود ہیں۔ آئین پارلیمنٹ کے لئے یہ لازمی بناتا ہے کہ وہ اسلامی نظریاتی کونسل کی تجاویز پر مناسب قانون سازی کے لئے قوانین کو اسلامی بنائے، لیکن اب تک کسی حکومت نے ایسا نہیں کیا۔ اس کے برعکس ایوب خان کے دور میں جو عائلی قوانین نافذ کئے گئے اور جو آج بھی نافذ ہیں، اُن میں غیر شرعی امور موجود ہیں۔ پرویز مشرف کے دور میں حدود آرڈیننس میں ترامیم کی گئیں، جن پر علماء کو تحفظات ہیں۔ قبائلی ریاستوں میں ان کی اپنی شرعی عدالتیں موجود تھیں، جنہیں پاکستان کے ساتھ الحاق کے بعد ختم کر دیا گیا۔ سوات میں جو کچھ ہوا اس کی وجہ بھی یہی بنی۔ اس کے نتیجے میں تحریک طالبان کی جانب سے جو پُرتشدد کارروائیاں شروع ہوئی ہیں، ان کا سلسلہ تا حال جاری ہے۔ حالانکہ ان سے قیام امن کے لئے مذاکرات بھی جاری ہیں۔

حکومت کو اس بات کا علم ہے کہ طالبان کی جانب سے نفاذ شریعت کا مطالبہ آئے گا، لہٰذا انہوں نے پہلے ہی یہ شرط رکھ دی کہ مذاکرات کے فیصلے صرف قبائلی علاقوں تک ہی محدود ہوں گے۔ گویا کہ موجودہ حکومت بھی وطن عزیز میں شریعت کا نفاذ نہیں چاہتی اور حیرت انگیز طور پر اس کا اظہار وزیراعظم کے خارجہ امور کے مشیر نے اپنے بیان میں واضح کر دیا کہ پاکستان میں اسلامی شریعت نافذ نہیں ہو سکتی۔ اس پر مزید حیران کن امر یہ ہے کہ دینی حلقوں کی جانب سے کسی ردعمل کا اظہار سامنے نہیں آیا، حالانکہ تحریک پاکستان کے دوران قائداعظم نے واضح طور پر فرمایا تھا کہ ہم اپنے لئے ایک خطۂ زمین اس لئے حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ اسے اسلام کے اصول حریت و اخوت و مساوات پر مبنی ایک ریاست بنا کر دنیا

کے سامنے پیش کرسکیں۔اس سے قبل علامہ اقبال نے جس اسلامی ریاست کا خواب دیکھا تھا اس کا مقصد یہ بیان کیا تھا کہ عرب ملوکیت کے دور میں اسلام کے چہرے پر جو دبیز پردے پڑ گئے تھے ان کو ہٹا کر اسلام کا رخ روشن دنیا کے سامنے لایا جاسکے۔طالبان اپنی جدوجہد کا مقصد ہی شریعت کے نفاذ کو قرار دیتے ہیں لیکن موجودہ حکومت یہ تاثر دے رہی ہے کہ وہ اپنے اس مطالبے سے دستبردار ہوگئے ہیں۔حالانکہ جب ایک اخباری نمائندے نے حکومت کی جانب سے مذاکراتی کمیٹی کے سربراہ عرفان صدیقی سے پوچھا کہ کیا طالبان شریعت کے مطالبے سے دستبردار ہوگئے ہیں یا انہوں نے شریعت کے نفاذ کو بطور شرط واپس لے لیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ تحریک طالبان پاکستان نے جو جواب ہمیں اپنی کمیٹی کی جانب سے بھیجوایا ہے اس میں کوئی شرط نہیں رکھی ہے اور غیر مشروط مذاکرات کی بات کی ہے تو اس کا مطلب یہی سمجھا جائے کہ انہوں نے شریعت کے نفاذ یا مطالبے کو بطور شرط نہیں رکھا۔

اب ہم عوام کی جانب آتے ہیں۔عوام کو تو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے ووٹ کو ملک میں نفاذ شریعت کے لئے استعمال کریں، لیکن ان کی عظیم اکثریت ان جماعتوں کو اقتدار میں لانے کا ذریعہ بنی ہے جنہوں نے اب تک نفاذ شریعت کی راہ میں روڑے اٹکانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔لہٰذا یہاں شریعت کے عدم نفاذ میں عوام کا کردار کم اہم نہیں۔لہٰذا جب الیکشن کے ذریعے اسلام کے نفاذ کی امیدیں دم توڑ گئیں تو معاشرے کے ایک طبقے نے بندوق کا سہارا لے لیا۔چنانچہ پُر تشدد کارروائیوں کے نتیجے میں سب سے بڑا نقصان یہ ہوا ہے کہ اسلام کے بارے میں جو امن وسلامتی کا دین ہے، لوگوں کے ذہن میں کنفیوژن پیدا ہوگیا اور ہمارے سیکولر طبقہ کے اُس پروپیگنڈے کو تقویت ملی جو وہ دین کے نفاذ کے خلاف جاری رکھے ہوئے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اس صورتحال سے کس طرح نمٹا جائے۔ایک صورت تو یہ ہے کہ ہماری دینی قوتیں ایک زبردست عوامی تحریک چلائیں، جس میں یہ مطالبہ کیا جائے کہ ہمارے آئین میں نظام خلافت موجود ہے البتہ اس میں ایسے چور دروازے شامل کردیے گئے ہیں جو اس نظام کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں انہیں دور کیا جائے۔اس عوامی دباؤ کے نتیجے میں حکومت کو ان کے اس مطالبے کو ماننا پڑے گا۔اس سلسلے میں حکومت اسلامی نظریاتی کونسل کی اب تک کی سفارشات پر عملدرآمد پر مجبور ہونا پڑے گا۔آج جو یہ کہا جارہا ہے کہ ایک مخصوص گروہ کے تصور اسلام کو نافذ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے تو اس کا تدارک وفاقی شرعی عدالت کے ذریعے سے کیا جاسکے گا۔جسے کسی قانون کے بارے میں یہ گمان ہو کہ اس کی شرعی حیثیت مشکوک ہے، وہ اس بارے میں وفاقی شرعی عدالت سے رجوع کرسکے گا۔البتہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وفاقی شرعی عدالت بھی عام عدالتوں کی طرح آزاد ہو جس کے لئے ضروری ہے کہ وفاقی شرعی عدالت پر عائد کی جانے والی تحدیدات کا خاتمہ کیا جائے اور اس کے ججوں کو سپریم کورٹ اور اس کے ججوں کے مساوی حیثیت دی جائے ------

دوسری صورت یہ ہے کہ ہماری مذہبی سیاسی جماعتیں اس نام نہاد جمہوری نظام سے باہر آئیں۔نبی اکرم ﷺ کے طریقہ انقلاب کی رہنمائی میں ایک متفقہ لائحہ عمل طے کریں اور اسلام کے نظام عدل اجتماعی یعنی نظام خلافت کے قیام اور اس کے نتیجے میں شرعی قوانین کے نفاذ کے واحد ایجنڈے پر متحد ہو کر ایک بھرپور عوامی تحریک چلائیں۔پاکستان دنیا کی واحد ریاست ہے جو اسلام کے نام پر وجود میں آئی ہے اور اس کی بقا اور اس کے استحکام کی ضمانت صرف نظام خلافت کے قیام میں ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں وطن عزیز کو ایک حقیقی اسلامی ریاست میں تبدیل کرنے کے لئے جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆☆☆

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے منفرد اسرہ تونسہ شریف کے ملتزم رفیق عبدالکریم بزدار کی ہمشیرہ کینسر کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی وہاڑی کے رفیق غلام رسول کے بھائی کو فالج کا حملہ ہوا ہے۔

☆ تنظیم اسلامی حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے سینئر رفیق اور یکے از موسسین انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا پشاور اشفاق احمد میر (حال مقیم کینیڈا) علیل ہیں اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔آمین، قارئین سے بھی اُن کے لیے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

ضرورت رشتہ

جہلم میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم ایم بی اے، قد 5.5 فٹ کے لئے دینی مزاج کی حامل ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0300-9570231

دعائے مغفرت کی اپیل

- محمد عمران خان ملتزم رفیق تنظیم سرجانی ٹاؤن کراچی کی نانی جان وفات پا گئیں۔
- تنظیم اسلامی گلشن اقبال کراچی کے رفیق جناب مرزا شعیب حسن برلاس کی والدہ محترمہ رحلت فرما گئیں
- مقامی تنظیم سیالکوٹ جنوبی (حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن) کے ملتزم رفیق محترم عبد الغفور قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔
- حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم قرآن اکیڈمی کے نقیب جناب عزیز الٰہی کے سمدھی کا انتقال ہوگیا۔
- حلقہ کراچی جنوبی کی مقامی تنظیم قرآن اکیڈمی کے رفیق جناب محمد رضوان کے ماموں کا انتقال ہوگیا ہے۔
- اسرہ حویلی لکھا کے رفیق گلزار فہیم کے والد وفات پا گئے
- اسرہ بورے والا کے رفیق محمد افضل کے والد انتقال کر گئے
- اسرہ بورے والا کے رفیق داؤد احمد کے دادا جان رحلت فرما گئے
- فقیروالی کے منفرد رفیق عبدالسلام کے بھائی دارفانی کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔
- تنظیم اسلامی بٹ خیلہ کے مبتدی رفیق گوہر زمان خان کے بڑے بھائی وفات پا گئے
- تنظیم اسلامی بٹ خیلہ کے مبتدی رفیق مہتاب اللہ (واڑی) کی والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں
- تنظیم داروغہ والا تنظیم کے رفیق محمد زاہد کے والد وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔رفقاء و احباب سے بھی دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

پہلی قومی سلامتی پالیسی اور دہشت گردی کا خاتمہ

از: فرقان دانش

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

مہمانِ گرامی: **ایوب بیگ مرزا** (ناظم نشر واشاعت تنظیم اسلامی)

میزبان: وسیم احمد

سوال: طالبان اور حکومت کے سیز فائر کے اعلان کے بعد بھی دہشت گردی کے پیش واقعات پیش آئے کیا دہشت گردی کے ان واقعات میں کوئی تیسرا فریق ملوث ہے جو پاکستان کو پُرامن نہیں دیکھ سکتا؟

ایوب بیگ مرزا: طالبان کی طرف سے فائر بندی اچانک نہیں ہوئی، بلکہ انڈر گراؤنڈ باقاعدہ مذاکرات ہو رہے تھے، جنھیں میڈیا پر نہیں لایا گیا یعنی بیک ڈور ڈپلومیسی چل رہی تھی اور اس میں دونوں کمیٹیوں نے وزیر داخلہ چودھری نثار صاحب سے مذاکرات کیے تھے۔ ان مذاکرات کے نتیجے میں یہ طے کیا گیا کہ پہلے طالبان اعلان کریں گے کہ ہم غیر مشروط جنگ بندی کر رہے ہیں اور اس کے بعد حکومت یہ اعلان کرے گی۔ حکومت کا دعویٰ شروع سے ہی یہ ہے کہ ہماری کارروائی ردّعمل کے طور پر ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر انہوں نے حملہ کیا تو ہم جوابی کارروائی ضرور کریں گے۔ چند دن پہلے حکومت نے یہ پالیسی بیان کی تھی۔ دوسری طرف طالبان بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم ردعمل میں حملہ کرتے ہیں۔ ان مذاکرات کا نتیجہ یہ ہوا کہ طالبان کی شوریٰ سے اجازت لے کر طالبان کمیٹی نے اعلان کیا کہ ایک ماہ کے لیے فائر بندی کر دیں گے اور کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔ ظاہر ہے، یہ ایک اچھی خبر تھی اور پاکستانی عوام کو ایک مدت کے بعد اچھی خبر سننے کو ملی جس پر خوشی کا اظہار بھی ہوا۔ اس خبر کے بعد کچھ دن حالات پُرامن رہے لیکن پھر اسلام آباد میں دھماکہ ہوا۔ اصل بات یہ ہے کہ جس طرح جسم میں دل کی حیثیت ہوتی ہے اسی طرح کسی ملک کے دارالحکومت کی حیثیت ہوتی ہے۔ چند دن پہلے قائمہ کمیٹی میں طارق لودھی (بیوروکریٹ) نے کہا تھا کہ اسلام آباد خطرے میں ہے۔ کوئی دہشت گردانہ کارروائی وہاں ہوسکتی ہے۔ اس پر وزیر داخلہ چودھری نثار علی نے بڑے زوردار انداز میں کہا کہ اسلام آباد میں کوئی پَر نہیں مار سکتا۔ ان کی طرف سے یہ نامناسب بات کہی گئی جو حقائق کے منافی ہے۔ چنانچہ ان کے اس زعم کے باوجود کارروائی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انٹیلی جنس اداروں کی ناکامی ہے۔ اس وقت پاکستان میں 26 انٹیلی جنس ایجنسیاں ہیں مگر ان ایجنسیوں سے اسلام آباد کا شہر سنبھالا نہیں جا رہا تو یہ سارا پاکستان کیسے سنبھالیں گے۔ اہم سوال یہ ہے کہ یہ کون کارروائیاں کر رہا ہے؟ عمران خان صاحب نے کہا ہے کہ امریکہ پاکستان میں امن نہیں چاہتا۔ جب یہ واقعہ ہوا تو فوری طور پر تحریک طالبان کا ردّعمل سامنے آ گیا۔ طالبان کے ترجمان شاہد اللہ شاہد نے کہا کہ ہمارا اس کارروائی سے کوئی تعلق نہیں۔ اس سے پہلے لنڈی کوتل میں FCR کے جو دو اہلکار شہید ہوئے تھے، اس کے بارے میں بھی تحریک طالبان نے کہہ دیا تھا کہ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہم اپنے امیر کے حکم کے پابند ہیں اور ہمارے امیر نے کہا ہے کہ اب کوئی کارروائی نہ کی جائے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ خفیہ ایجنسیوں نے 26 فروری کو ایک میسج پکڑا۔ اس میسج میں یہ لکھا تھا کہ اسلام آباد کچہری پر حملہ کرو۔ اس کے باوجود یہ واقعہ ہو گیا۔ لہٰذا یہ حکومت اور انتظامیہ کی ناکامی ہے۔ جب دارالحکومت میں کوئی واقعہ ہوتا ہے تو تمام دنیا اس کا اثر قبول کرتی ہے، اس لیے کہ دارالحکومت سے دنیا کا تعلق ہوتا ہے۔ وہاں پر اس طرح کا واقعہ ہو جانا حکومت کے لیے بہت بڑی شرمندگی کا باعث ہے۔ یہ بات پہلے بھی کہی جا رہی تھی کہ کوئی تیسری قوت مذاکرات کو سبوتاژ کرنا چاہتی ہے اور دہشت گردی کر کے الزام طالبان پر لگا دیتی ہے۔ بات یہ ہے کہ صورت حال پرویز مشرف کے دور میں زیادہ خراب ہوئی جس نے اپنے اقتدار کو طول دینے کی خاطر کیا کچھ نہیں کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ 2004ء میں صدر پرویز مشرف نے سی آئی اے کو یہ اجازت دے دی کہ وہ فاٹا، سوات اور وزیرستان میں از خود کارروائیاں کر لے۔ صرف یہ نہیں بلکہ بدبختی اور ظلم کی انتہا یہ ہے کہ اس کے ساتھ آئی ایس آئی کو بھی ان علاقوں میں جانے سے منع کر دیا۔ ضروری نہیں کہ سی آئی اے وہاں اکیلی گئی ہو۔ کیا ''موساد'' اور ''را'' کے لوگ سی آئی اے کے شیلٹر میں نہیں جا سکتے؟ یقیناً گئے ہوں گے۔ اسلام آباد کے حالیہ واقعہ کے حوالے سے بھی ذرائع کہہ رہے ہیں کہ ''را'' سے اس کا کوئی تعلق ثابت ہو رہا ہے۔ سب سے بڑی غلطی ہم نے یہ کی کہ ہم نے دوسری ایجنسیوں کو ان علاقوں میں کام کرنے کی اجازت دے دی اور اپنی خفیہ ایجنسی کو روک کر دیا۔ پرویز مشرف کے بعد زرداری صاحب آئے جو صحیح معنوں میں ان کے جانشین ثابت ہوئے۔ انہوں نے اپنے پیش رو کے وضع کردہ خطوط پر کام کیا۔ ان کے دور میں حسین حقانی صاحب نے ایک رات میں سینکڑوں امریکیوں کو ویزے جاری کر دیے تھے۔ اس وقت امریکا کا بہت سا ایسا سامان بھی آتا تھا جسے ہمارے کسٹم والے کھول کر نہیں دیکھ سکتے تھے۔ گویا امریکہ کو یہاں پر کھلی چھٹی دی گئی اور اس نے اپنا پورا نیٹ ورک قائم کر لیا۔ آج سی آئی اے کا سب سے بڑا نیٹ ورک پاکستان میں ہے۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ یہ کام سی آئی اے نے کیا ہو۔

سوال: عمران خان نے امریکہ کے بارے میں جو بیان دیا ہے آپ اسے ان کی سیاسی غلطی کہیں گے یا حق گوئی؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان میں اس طرح کے بیانات آج تک ایسے سیاست دان یا مذہبی جماعتیں دیتی آئی ہیں جن کا حکومت میں آنے کا کوئی امکان ہی نہیں ہوتا، لیکن جو سیاست دان یا سیاسی پارٹیاں یہ توقع رکھتی ہیں کہ کبھی ہم اقتدار میں آ سکتے ہیں وہ امریکہ کا نام بھی باوضو ہو کر لیتے ہیں۔ لہٰذا تحریک انصاف جیسی بڑی سیاسی جماعت، جس نے الیکشن میں ووٹوں کے اعتبار سے دوسری پوزیشن حاصل کی، کے سربراہ کا یہ بیان حق گوئی پر مبنی ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ نکلتا ہے کہ عمران خان کو اقتدار کی پروا نہیں۔ امریکہ کی مرضی کے بغیر 66 سالوں میں ہم نے یہاں کسی کو اقتدار حاصل کرتے نہیں دیکھا۔ مستقبل میں کیا ہوتا ہے، اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بہرحال اس بیان پر امریکہ کا شدید ردعمل بھی سامنے آیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم اس دہشت گردی میں ملوث نہیں ہیں۔ عمران خان نے تو آج یہ بات کہی ہے، جبکہ ہمارا تو شروع سے ہی یہ موقف ہے کہ پاکستان میں دہشت گردی میں امریکا ملوث ہے۔ اگرچہ ہمارے ہاں تحریک طالبان بھی کارروائیاں کرتی ہے، لیکن طالبان کے علاوہ کوئی تیسری قوت ایسی ہے جو پاکستان میں حالات ٹھیک نہیں ہونے دیتی۔ اگر عمران خان صاحب نے امریکہ کا نام لیا ہے تو غلط

نہیں ہے۔ اس لیے کہ اتحادِ ثلاثہ (امریکہ، اسرائیل اور بھارت) پاکستان کو غیر مستحکم کرنا چاہتا ہے۔ کچھ لوگ اسے تحریک طالبان کی کارروائی سمجھ رہے ہیں، لیکن جس تنظیم احرار الہند نے یہ ذمہ داری قبول کی ہے وہ میڈیا کو خط لکھ رہی ہے کہ ''ہمارا تحریک طالبان سے کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ طالبان نے حکومت سے مذاکرات شروع کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے'' بہرحال جو لوگ اس واقعہ کے ذمہ دار تحریک طالبان کو قرار دے رہے ہیں وہ ایک خاص طبقہ اور سیکولر عناصر ہیں۔ جنہوں نے بھی یہ کارروائی کی ہے وہ تحریک طالبان کا حصہ نہیں ہیں بلکہ تحریک طالبان کے خلاف ہیں۔

سوال: قائد حزب اختلاف خورشید شاہ نے کہا ہے کہ جنگ بندی دو ملکوں میں ہوتی ہے، دہشت گردوں سے نہیں۔ آپ ان کے اس بیان کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: میں سید خورشید شاہ صاحب کی بات سے جزوی طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ جہاں تک ان کی اس بات کا تعلق ہے کہ سیز فائر دو ممالک کے درمیان ہوتی ہے، کافی حد تک درست ہے۔ یہ لوگ جن کے ساتھ اس وقت ریاست پاکستان کی کشمکش چل رہی ہے اور جس میں بہت سی جانیں جا رہی ہیں یہ بہرحال ہمارے لوگ ہیں، پاکستان کے شہری ہیں، مسلمان ہیں۔ لہٰذا ''سیز فائر'' کا لفظ اس میں کچھ مناسب نہیں ہے۔ اس کو یہ کہہ دیا جاتا کہ باہمی قتل و غارت کو ختم کرنے کے لیے ہم مذاکرات کر رہے ہیں، لیکن ہر وہ شخص جو آپ کے خلاف ہے اس کو بغیر کسی ثبوت کے دہشت گرد قرار دینا درست نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خورشید شاہ کی یہ بات درست نہیں ہے کہ حکومت دہشت گردوں سے مذاکرات کر رہی ہیں۔ بات یہ ہے کہ اگر فوج کسی پر حملہ کرتی ہے اور وہ لوگ فوج پر حملہ کرتے ہیں تو اسے باہمی لڑائی کہا جائے گا، دہشت گردی نہیں۔ دہشت گردی تو سویلین پر حملہ کرنا ہے۔ دہشت گرد معصوم لوگوں پر حملہ کرتے ہیں۔ ایسے حملے کوئی بھی کرے خواہ فوج کرے یا تحریک طالبان پاکستان، یہ دونوں صورتوں میں غلط ہیں۔ میں صاف صاف الفاظ میں اِسے دہشت گردی قرار دیتا ہوں۔ اقلیتوں پر حملے کرنا بھی دہشت گردی ہے، جیسے کہ پشاور میں چرچ پر حملہ ہوا تھا۔ لیکن ہر ایک کو دہشت گرد کہہ دینا درست نہیں۔

سوال: طالبان کے ساتھ مذاکرات کے حوالے سے ایک رائے یہ ہے کہ وزیراعظم خود مذاکراتی عمل کی قیادت کریں اور ان مذاکرات کو خفیہ رکھا جائے اور اگر فریقین کے درمیان کچھ نکات پر اتفاق رائے ہو جائے تو پھر اسے پبلک کیا جائے۔ کیا آپ اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: عمران خان صاحب نے بھی ایسا کہا ہے۔ لیکن میرے خیال میں ابھی اس کا موقع نہیں آیا۔ مذاکرات تو ابھی تک صحیح معنوں میں شروع ہی نہیں ہو سکے۔ تحریک طالبان پاکستان ایک کالعدم تنظیم ہے۔ حکومت کے لیے بھی ممکن نہیں ہے کہ کالعدم تنظیم کے ذمہ داران کے ساتھ ٹیبل پر بیٹھ کر بات کی جائے۔ لہٰذا ان مذاکرات کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑے گا۔ سب سے پہلے دونوں فریق ایک دوسرے کے جائز مطالبات کو تسلیم کریں۔ حکومت یہ تسلیم کرے کہ ان بھائیوں کو ہم سے کچھ شکایات ہیں، ان کی جائز شکایات کی ہم تلافی کریں گے۔ دوسری طرف طالبان رٹ آف دی گورنمنٹ یا آئین کے تحت بات کا ہونا تسلیم کریں، تب بات آگے بڑھ جائے گی، پھر کوئی حرج نہیں ہے کہ وزیراعظم آگے آئیں اور مذاکرات کو لیڈ کریں۔ جہاں تک ان مذاکرات کو خفیہ رکھنے کی بات ہے میں اس سے کلیتاً اتفاق کرتا ہوں۔ میڈیا خصوصاً پاکستانی میڈیا کو یہ ایک بیماری لاحق ہے کہ وہ دوسرے چینلز پر برتری حاصل کرنے کے لیے ایسی باتیں اُگل دیتے ہیں جو یقینی طور پر پبلک کے سامنے نہیں آنی چاہئیں، جس کی وجہ سے بات بگڑ جاتی ہے۔ یہی چینلز اپنے ٹاک شوز کو عوامی بنانے اور ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کے لیے ایسی باتیں لے آتے ہیں جو سامنے نہیں آنی چاہئیں۔ یہ تو عدالت میں مقدمہ چل رہا ہو تو اس پر بھی گفتگو کر رہے ہوتے ہیں۔ جبکہ یہ قانون کے صریحاً خلاف ہے۔ لہٰذا مذاکرات میں اتفاق رائے تک انہیں خفیہ رکھا جائے تو بہتر ہے۔

سوال: الطاف حسین نے کہا ہے کہ اگر حکومت دہشت گردوں کے خلاف آپریشن نہیں کرتی تو فوج Takeover کر لے۔ اس پر آپ کی کیا رائے ہے؟

ایوب بیگ مرزا: آئین کی رُو سے ہر وہ شخص جو فوج کو Take over کرنے کا کہے وہ غداری کا مرتکب ہے۔ لہٰذا الطاف حسین پر آرٹیکل 6 لاگو ہونا چاہیے اور انہیں پاکستان لا کر ان پر مقدمہ چلایا جائے۔ یہ الگ سوال ہے کہ انہیں پاکستان کون لائے؟ ایک طرف ان پر درجنوں مقدمات ہیں جن میں قتل کے مقدمات بھی شامل ہیں اور اسی حوالے سے وہ باہر فرار ہوئے اور انہوں نے لندن جا کر اُسے اپنا کوارٹر بنا لیا۔ برطانیہ اتحادِ ثلاثہ کا بغل بچہ ہے۔ لہٰذا وہ بھی ہمیشہ پاکستان کو غیر مستحکم کرنا چاہتا ہے۔ الطاف حسین برطانیہ میں بیٹھ کر، اُس کی سرپرستی میں پاکستان کے خلاف سب کچھ کرتے رہے ہیں۔ کسی شخص کا دوسرے ملک میں بیٹھ کر اپنے ملک کے آئین کی اس طرح خلاف ورزی کرنا کیونکر برداشت کیا جا سکتا ہے۔ میں خواجہ سعد رفیق کی آواز کے ساتھ اپنی آواز ملاتا ہوں اور حکومتِ پاکستان سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ انھیں انٹرپول کے ذریعے پاکستان لائے اور پرویز مشرف کی طرح ان کو بھی کٹہرے میں کھڑا کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ الطاف حسین صاحب صریحاً غداری کے مرتکب ہوئے ہیں۔ لہٰذا اُن پر آئین کی آرٹیکل 6 لگنی چاہیے۔

سوال: حکومتی مذاکراتی ٹیم کے سربراہ عرفان صدیقی نے کہا ہے کہ طالبان نے نفاذ شریعت کا مطالبہ اور آئین پاکستان کو ماننے سے انکار کیا تھا۔ اگر طالبان کا یہی ''مائنڈ سیٹ'' ہے تو مذاکراتی عمل آسان نہیں ہوگا۔

ایوب بیگ مرزا: دنیا کا کوئی مسئلہ ہو اس میں اصل معاملہ خلوص اور نیک نیتی کا ہوتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ طرفین میں اگر خلوص ہو تو چند دنوں میں نہ سہی چند ہفتوں میں یہ مسئلہ ضرور حل ہو سکتا ہے۔ ہمارے آئین میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ پاکستان میں کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جا سکتا۔ جب ہم نے یہ طے کر لیا تو پھر مجھے یہ بتایئے کہ آئین اور شریعت میں کہاں اختلاف رہ جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آن دی پیپر اگر آئین سے منافقت والی وہ چیزیں نکال دی جائیں جو اسلامی قوانین کے نفاذ میں رکاوٹ بنتی ہیں تو پھر ہمارا آئین شریعت کے مطابق ہے۔ لہٰذا اگر وہ نفاذِ شریعت جیسی کوئی شرط عائد بھی کر رہے ہیں تو وہ خلاف آئین نہیں ہے، تاہم اس معاملے میں ان کی طرف سے متضاد اطلاعات آئی ہیں۔ ان کی طرف سے یہ بھی کہا گیا کہ ہم نے یہ کہا ہی نہیں اور یہ بھی اطلاع آئی ہے کہ انہوں نے یہ کہا ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون سی بات صحیح ہے۔

سوال: آپ کے خیال میں کیا پولیو کے قطرے پلانے والی ٹیموں پر حملے بھی طالبان کر رہے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: پہلی بات یہ ہے کہ طالبان نے پولیو ٹیموں پر حملہ کی تردید کی ہے۔ اقوام متحدہ نے ایک چیز طے کی ہے کہ جو ممالک اپنے ملک میں پولیو کو ختم کرنے کے لیے کام نہیں کریں گے ہم ان پر پابندیاں لگا دیں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس اتحادِ ثلاثہ نے ہمیں ہر اعتبار سے تنہا کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہاں تک کہ کھیلوں تک میں جنھیں سیاست سے پاک ہونا چاہیے، ہمیں تنہا کیا جا رہا ہے۔ یہ ان کی پالیسی کا حصہ ہے۔ جب پولیو کا معاملہ

یہاں بگڑ جائے گا، ٹیمیں نہیں آئیں گی، لوگ پولیو کے لیے اپنے بچوں کو باہر نہیں لائیں گے کہ ہمیں حملے کا خطرہ ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اقوام متحدہ ہمارے خلاف کوئی قدم اُٹھائے گا اور یہی ہمارے دشمن کی خواہش ہے۔ ظاہر ہے، آج کی دنیا (گلوبل ورلڈ) میں کسی ملک کا تنہا ہو کر رہ جانا اور اپنی معیشت کو قائم رکھ لینا تقریباً ناممکن نظر آتا ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمیں تنہا کرنے کی پالیسی میں اہم ترین بات یہ ہے کہ پولیو کے اہلکاروں پر حملہ کرایا جائے، جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ یہ مہم ختم ہو جائے گی۔ اس صورت میں پاکستان کو تنہا کرنے کا راستہ بڑا آسان ہو جائے گا۔ یہ کام یقینی طور پر باہر کے ایجنٹس کر رہے ہیں۔ اس میں آپ دیکھیں زیادہ تر فائرنگ ہوتی ہے، کوئی بم دھماکہ نہیں ہوتا۔ سینکڑوں ریمنڈ ڈیوس جن کو پاکستان نے آغوش میں لیا ہوا ہے، ایسی کارروائیوں کے ذریعے پاکستان کو غیر مستحکم کر رہے ہیں۔

سوال: بالآخر حکومت نے 100 صفحات پر مشتمل قومی سلامتی پالیسی مرتب کر ہی لی۔ کیا یہ پالیسی قابل عمل بھی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: سچی بات ہے کہ یہ پاکستان کی 66 سالہ تاریخ میں داخلی سیکیورٹی کی پالیسی پہلی بار بنی ہے۔ آج تک کبھی اس طرح کی کوئی پالیسی نہیں بنی تھی۔ یہ کام اس حکومت نے کیا ہے جو تعریف کے لائق ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کا دائرہ کار ضرورت سے زیادہ وسیع کیا گیا ہے مثلاً اس میں دفاع اور خارجہ کے معاملات تو آنے تھے لیکن اس میں معیشت، توانائی، حتیٰ کہ خوراک اور تعلیم کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس میں تمام سٹیک ہولڈرز کو آن بورڈ لیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سلامتی کے حوالے سے جتنے سٹیک ہولڈرز ہیں ہم ان سب کے ساتھ مذاکرات کریں گے۔ پھر اس میں انتہا پسندی، فرقہ واریت اور تخریبی کارروائیوں کو زیادہ فوکس کیا گیا ہے۔ حقیقتاً یہ وہ سلسلہ ہے جو قومی سلامتی میں بڑا اہم ہے۔ اسی حوالے سے انہوں نے ناٹا (NATA) کو بڑے اختیارات دیئے ہیں۔ NATA دہشت گرد سرگرمیوں کو روکنے کے لیے ایجنسی ہے۔ اس سیکیورٹی پالیسی کی اہم ترین بات یہ ہے کہ یہ مکمل طور پر سویلین اداروں کے تحت رہے گی۔ اس میں فوج کا براہ راست کوئی دخل نہیں ہے۔ البتہ چونکہ فوج بھی ایک سٹیک ہولڈرز ہے۔ اس سے بات ہو گی لیکن فوج کی براہ راست اس میں مداخلت کوئی نہیں ہے۔ اس اعتبار سے یہ داخلی سطح پر ایک جامع قسم کی سلامتی دفاعی پالیسی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ 6 ماہ میں پالیسی بنا لینا حکومت کی ایک کامیابی ہے۔ اس حوالے سے حکومت کو خراجِ تحسین پیش کرنا چاہیے۔ تاہم یہ سوال واقعی اہم ہے کہ اس پر عمل درآمد بھی ہو سکے گا یا نہیں؟ خاص طور پر اس حوالے سے جبکہ آپ نے اپنی حکومت میں ایسے لوگوں کو شامل کیا ہوا ہے اور انھیں بڑے بڑے عہدوں سے نوازا ہوا ہے جن کا کوئی میرٹ ہی نہیں ہے، جو صلاحیت اور اہلیت ہی نہیں رکھتے۔ جب یہ پالیسی پریکٹس کے لیے ان لوگوں کے سامنے آئے گی جو صلاحیت سے عاری ہیں تو اس کا وہی حشر ہوگا جو دوسری حکومتی فلاحی پالیسیوں کا ہوتا ہے۔

سوال: نئی نیشنل سیکورٹی پالیسی کے تحت مدرسوں کو قومی تعلیمی نظام میں لانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ کیا مدارس کے نظام تعلیم کا دہشت گردی سے کوئی تعلق ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں اس کو تسلیم نہیں کرتا، خاص طور پر نصاب میں ایسی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ اگر قرآن پاک میں قتال کا حکم ہے، اگر قرآن پاک میں سخت سزاؤں کا حکم ہے تو کیا آپ اسے نصاب سے نکال دیں گے؟ نصاب میں یہ بات ہونا کہ جہاد کیا شے ہے، مسلمانوں کو اپنے دشمنوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے، کس طرح پیش آنا چاہیے، اس کے لیے کیسے تیاری کرنی ہے، یہ بالکل الگ بات ہے۔ لیکن ایک ہے کسی کو اس کی ترغیب و تشویق دینا اس طرف لانا، میں نہیں سمجھتا کہ مدرسوں کے نصاب میں کوئی ایسی چیز ہے۔ البتہ ہمارے ہاں مختلف نصاب بنے ہوئے ہیں اور مختلف نظام ہائے تعلیم ہیں، انھیں یکجا کرنا چاہیے۔ کیا ہماری دنیا اور آخرت ایک شے نہیں ہے؟ کیا ہم یہ نہیں کہتے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے، جو یہاں بوؤ گے وہاں کاٹو گے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں تو پھر ہر سطح پر ہمارا نصاب ایک ہی ہونا چاہیے۔ ہر بندے کو دنیاوی تعلیم کی بھی ضرورت ہے اور ہر مسلمان کو دینی تعلیم کی بھی ضرورت ہے۔ ان دونوں کو اکٹھا کر کے ایک ایسا نصاب بننا چاہیے جس سے طالب علم ایک اچھا شہری اور ایک اچھا مسلمان بن سکے۔ دنیا کی جدید ترین ٹیکنالوجی کا بھی علم رکھے اور یہ بھی جانے کہ میرا اللہ اور میرا رسول ﷺ مجھ سے کیا مطالبہ کرتے ہیں۔ نصاب ایسا ہونا چاہیے جس میں دونوں معاملات میں بیلنس ہو، جو دنیا میں بھی ہماری پیش رفت میں رکاوٹ نہ بنے اور آخرت میں بھی ہماری نجات کا ذریعہ بنے۔ یہ نہیں ہے کہ کچھ لوگوں کو آپ بس مولوی بنا دیں اور کچھ لوگوں کو انگریزی پڑھا دیں جو حکمران بن کر سگار منہ میں رکھ کر انگریزی بولنا ہی جانتے ہوں، انھیں دین کی الف، ب بھی نہ آتی ہو۔ یہ دونوں انتہائیں ہیں۔ ان کا درمیانی راستہ ہی ہمیں فلاح و کامرانی سے ہمکنار کر سکتا ہے۔

سوال: سنی تحریک کے سربراہ ثروت اعجاز قادری کا کہنا ہے کہ طالبان ظالمان ہیں۔ ان سے مذاکرات نہ کیے جائیں۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ کئی حکومتی اہلکار دہشت گردوں کو سپورٹ کرتے ہیں۔ یہ بتائیے کہ قادری صاحب کس کی زبان بول رہے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: جب ذہنی اور قلبی سطح پر بیلنس نہ ہو تو پھر انسان ایسی ہی باتیں کرے گا۔ طالبان کو ظالمان کہنا انتہائی اوچھی بات ہے۔ یہ عجیب بات بنا دی گئی ہے کہ طالبان اور اسلام ایک شے ہیں۔ بھئی، آپ طالبان کو اچھا نہیں سمجھتے تو نہ سمجھیے، ہم آپ کو مجبور نہیں کرتے۔ آپ یہ کہیں کہ اسلام کسی راستے سے آتا ہے تو آنا چاہیے، ہمیں تو اسلام چاہیے۔ اگر ایک مسلمان غلط حرکت کرتا ہے تو یہ اس کا ذاتی فعل ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر وہ ان کے اندر ایسی بات دیکھتے ہیں جو ان کے نظریے کے مطابق درست نہیں تو وہ اپنی بات مثبت انداز میں کریں۔ طالبان اور ظالمان جیسے قافیے ملا کر منفی باتیں کرنا منفی شخصیت کا اظہار ہے۔ ایک دینی جماعت کے سربراہ ہونے کے ناتے اس طرح کے بیانات دینا بڑی عجیب سی بات ہے۔ دراصل ہمارے زوال کا باعث بھی ہمارا یہی رویہ ہے۔ ہم نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور ہر ٹکڑا یہ کہہ رہا ہے کہ میں ہی اصل دین پر ہوں۔ ہمارے بھائی ثروت اعجاز قادری جس انداز میں فرقہ پرستی کا اظہار کر رہے ہیں وہ بہت تشویش ناک ہے۔ ہم اس پر تشویش کا اظہار کرتے ہیں اور ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ جو بات کریں اسلام کے حوالے سے کریں اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ مسلک یا فرقے کی دعوت نہ دیں۔ اگر وہ اسلام کے حوالے سے بات کریں گے، مسلمانوں کو نیکی اور برائی میں تمیز کرنے کا سبق دیں گے، اچھائی کی بات کریں گے تو ہم اُن کے ساتھ ہیں اور ہم ان کی بات کی تائید و تحسین کریں گے۔

(قارئین! اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی آفیشل ویب سائٹ **www.tanzeem.org** پر خلافت فورم کے عنوان سے اور

Youtube.com/khilfatforum

اک سفر اچھا لگا!

نادر عزیز

والدِ محترم نے بہاولپور جانے پر ہلکی سی ناراضی کا اظہار کیا ''اچھا بھلا اجتماع لاہور میں ہوتا تھا یہ کہاں بہاولپور میں اتنی دور اجتماع گاہ بنا بیٹھے'' مگر پھر میرا ذوق وشوق دیکھا تو شفقت پدری غالب آ گئی اور اجازت مرحمت فرمادی۔ فرمایا اچھا جاؤ اپنا خیال رکھنا اللہ تمھارا حامی وناصر ہو۔ 12 گھنٹے کی مسلسل مسافت کے بعد جب شدید تکان اور سر درد کی کیفیت میں اجتماع گاہ پہنچے تو اجتماع گاہ کے فطری حسن اور کھلی آب وہوا نے چند ہی لمحوں میں ساری تکان دور کر دی اور دل ودماغ کو تر وتازہ کر دیا۔ سیکیورٹی پر موجود رفقاء نے بڑی محبت سے خوش آمدید کہا۔ ہمیں بتایا گیا کہ آپ کا حلقہ K-3 ہے۔ دل میں سوچا یہ تو کراچی کے رفقاء کا ہونا چاہیے، ہم گوجرانوالہ سے آئے ہیں۔ اگر G-3 نام رکھا ہوتا تو شاید زیادہ مناسب ہوتا۔ بہرحال ہم کنکریٹ کی پڑیوں سے بنے ہوئے راستے پر سے گزرتے ہوئے رہائش گاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ قیام گاہ پر پہنچتے ہی اپنے قیام کے لئے جگہ کا انتخاب کیا، بستر بچھایا اور بستر پر دراز ہو گئے اور گہری نیند سو گئے۔

اذان کی آواز نے خراٹوں کی آواز کو ختم کیا۔ نمازِ ظہر کی ادائی کے لئے پنڈال پہنچے۔ پنڈال کے چاروں اطراف فکرِ تنظیم کے بنیادی نکات آویزاں تھے۔ اقبال کا یہ شعر

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

نبی اکرم ﷺ سے محبت کے جذبات کو جلا بخش رہا تھا۔ سٹیج کے پس منظر میں یہ آیۂ مبارکہ ترجمہ کے ساتھ نمایاں تھی: ﴿قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ﴾ (آل عمران: 31) نماز کی ادائی کے بعد امیرِ محترم سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ لیکن اس بار ایک تشنگی کا احساس باقی رہا۔ عموماً امیرِ محترم ملاقات کے دوران ہمارا نام ضرور زبان پر لاتے ہیں اور ہمارے لئے اس سے بڑھ کر کوئی فرحت نہیں ہوتی، لیکن اس بار ہم اس مسرت بھری سعادت سے محروم رہے۔

ملاقات کے بعد جب پنڈال سے باہر نکلے تو ایک رفیق جو بظاہر جانے پہچانے لگ رہے تھے ان سے مصافحہ کیا، انہیں سینے سے لگایا۔ موصوف نے استفسار کیا میں آپ کو پہچان نہیں سکا۔ ہمیں شرارت سوجھی اور جواباً کہا جی ہم ندائے خلافت میں لکھتے ہیں۔ موصوف نے پھر کہا میں ندائے خلافت کا باقاعدہ قاری ہوں، لیکن میں نے آپ کی تحریر کبھی نہیں دیکھی۔ ہم نے فوراً جواب دیا کہ ہماری تحریر پڑھنے کے لئے ایک سال انتظار کرنا پڑتا ہے، کیونکہ ہم عموماً سالانہ اجتماع کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ رفیقِ تنظیم مسکرانے لگے، مصافحہ کیا اور رخصت ہو گئے۔

پہلا ظہرانہ جیسا کہ اجتماع گاہ میں طے پایا تھا، کیا اور اجتماع بازار کی طرف روانہ ہوئے۔ ٹوپیاں، تسبیح، عطر، گھڑیاں، پتی، قہوہ، سوہن حلوہ، برگر، بوتلیں اور گرم چائے خوبصورت اسٹالوں پر سجے ہوئے تھے۔ نمازِ عصر تک وقت یہاں گزارا، چائے پی، جس میں اگر دودھ اور پتی مزید کم ہوتے تو شاید چائے، چائے بننے سے معذرت کر لیتی۔ اپنی والدہ محترمہ کے لئے سوہن حلوہ، بچوں کے لئے دو گھڑیاں اور اہلیہ کے لئے کچھ مناسب نہ ملنے پر بوجھل دل کے ساتھ اجتماع بازار سے نکلے، اور نمازِ عصر کے لئے پنڈال کی طرف روانہ ہوئے۔ عصر سے عشاء تک مختلف مقررین کی تقاریر سنی جو ایک جانب فکری پختگی کا باعث تھیں تو دوسری جانب جذبات کو جلا بخش رہی تھیں۔

پوری کوشش کی کہ وقت ذکر واذکار اور ساتھیوں کے ساتھ تنظیمی فکر کے حوالے سے گفتگو میں گزرے۔ خوش قسمتی سے ندائے خلافت کے نائب مدیر محبوب الحق عاجز سے ملاقات ہوئی۔ دورانِ ملاقات ملکی حالات پر سیر حاصل بات ہوئی، اور مختلف ایشوز پر ذہنی خلجان دور ہوا۔ بہرحال مجھے ان سے ایک شدید گلہ ہے کہ انھوں نے مجھے قیلولہ نہیں کرنے دیا، جس کے باعث میں بعد از نمازِ عصر ہونے والی تقاریر میں یکسوئی کا مظاہرہ نہ کر سکا۔

اس بار سالانہ اجتماع کا مرکزی موضوع ''حُبِّ رسولؐ اور اس کے تقاضے'' تھا۔ دراصل یہ گزشتہ سالانہ اجتماع کے موضوع ''تعلق مع اللہ'' کا تتمہ تھا۔ تمام مقررین نے بڑی خوبصورتی سے مجوزہ موضوع کی مختلف جہتوں پر مدلل اور دلنشین انداز میں اظہارِ خیال کیا۔ تقاریر کی ترتیب، مقررین کا انتخاب اور وقت کا تعین ہر معاملہ میں حکمت نظر آ رہی تھی۔ مومن محمود کی نبی اکرم ﷺ کے اخلاقِ حسنہ پر گفتگو بالکل منفرد اور تحقیقی نوعیت کی تھی، جس میں دل ودماغ کی تسکین اور تاثیر کا خاصا سامان موجود تھا۔

بعد از نمازِ مغرب جونہی بانیٔ محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمدؒ سکرین پر نمودار ہوئے تو احساسِ تشکر اور جذبہ محبت میں آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں۔ اُن کا ویڈیو خطاب تقریباً دو گھنٹے پر محیط تھا، لیکن وقت گزرنے کا بالکل احساس نہیں ہوا۔ موسم میں خاصی شدت آ چکی تھی۔ نمازِ عشاء کے بعد جب قیام گاہ لوٹے تو سردی سے خود کو محفوظ کرنے کے لئے زیر جامہ پہنا، جرابیں چڑھائیں، سویٹر پہن کر جسم کو گرم کیا، سر پر ٹوپی پہنی اور سو گئے۔

ناظم اجتماع جناب ڈاکٹر طاہر خاکوانی اور ان کی ٹیم کی مثالی انتظامات پر جس قدر ستائش کی جائے کم ہے۔ استقبالیہ، رہائشگاہ، سیکیورٹی، پارکنگ، نشر واشاعت، مطبخ، پانی وصفائی، برقیات، مالیات، ٹرانسپورٹ، طبی امداد، ساونڈ سسٹم، تمام شعبوں کے ناظمین اور ان کی ٹیموں نے رضائے الٰہی کے حصول میں اپنے رفقاء کے لئے بہت آسانیاں پیدا کیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اجرِ عظیم سے نوازے۔ اجتماع کا باقاعدہ اختتام امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید صاحب کے اختتامی خطاب پر ہوا، جس میں انہوں نے رفقاء کو اپنی دعوتی سرگرمیاں تیز کرنے کو کہا۔ یہ وہی بات تھی جو اقبال نے اپنی نظم ''سلطان ٹیپو کی وصیت'' میں کہی تھی۔

تو راہ نورد شوق ہے؟ منزل نہ کر قبول!
لیلیٰ بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول!
اے جوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تند و تیز
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول!
کھویا نہ جا صنم کدۂ کائنات میں
محفل گداز ! گرمیٔ محفل نہ کر قبول!
صبح ازل سے یہ مجھ سے کہا جبرئیل نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول!
باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول!

☆☆☆

صدائے درد

فرقان دانش

پس منظر:

یہ نظم جون 1902ء کے مخزن میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے تیس(30) شعر تھے۔ نظر ثانی کے بعد 9 باقی رہ گئے ۔ یہ نظم اب بانگ درا کا حصہ ہے۔ اس نظم میں اقبال نے اُس وقت کے حالات سے متاثر ہو کر باہمی نفرتوں کا ماتم کیا ہے اور مسلمانوں کے باہمی تنازعات اور تفرقے کی مذمت کی گئی ہے۔

پاکستان کے موجودہ حالات کے پس منظر میں جبکہ باہمی نفرتیں اور تفرقہ بازی اپنے عروج پر ہے، اس نظم کے مطالعہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ آج کے حالات پر کہی گئی ہے۔ یہاں ان اشعار کو پیش کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ جس طرح اقبال نے تقسیم ہند سے پہلے مسلمانانِ برصغیر کو اپنے اشعار سے جگایا تھا۔ اسی طرح آج بھی یہ اشعار پاکستانی قوم کو اتحاد و اتفاق کا بھولا ہوا درس یاد دلانے کا ذریعہ بنیں۔

اشعار:

جل رہا ہوں کل نہیں پڑتی کسی پہلو مجھے	ہاں ڈبو دے اے محیطِ آبِ گنگا تُو مجھے
سرزمیں اپنی قیامت کی نفاق انگیز ہے	وصل کیسا، یاں تو اِک قربِ فراق انگیز ہے
بدلے یک رنگی کے یہ نا آشنائی ہے غضب	ایک ہی خرمن کے دانوں میں جدائی ہے غضب
جس کے پھولوں میں اخوت کی ہوا آئی نہیں	اس چمن میں کوئی لطفِ نغمہ پیرائی نہیں
لذتِ قربِ حقیقی پر مٹا جاتا ہوں میں	اختلاطِ موجہ و ساحل سے گھبراتا ہوں میں

الفاظ کے معانی:

محیطِ آبِ گنگا: محیط کے لفظی معنی احاطہ اور گھیرا، محیط آب گنگا سے مراد ''دریائے گنگا'' ہے ـــــ نفاق انگیز: نفاق پیدا کرنے والی ـــــ قربِ فراق آمیز: ظاہراً نزدیکی اور حقیقت میں جدائی ـــــ خرمن: کھیت، کھلیان ـــــ اخوت: بھائی چارہ ـــــ نغمہ سرائی: راگ الاپنا ـــــ اختلاط: میل جول

شرح:

1۔ ملکی حالات پر شاعر کا دل جل رہا ہے۔ اُس کی یہ کیفیت ایسے ہے کہ گویا دل میں آگ لگی ہوئی ہے اور چین و سکون کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ درحقیقت ایک حساس دل اپنے مسلمان بھائیوں کی تکالیف پر ایسی ہی کیفیت سے دوچار ہوتا ہے۔ اگر یہ ابتلا و مصائب ان کے اپنے ہاتھوں ان پر آئی ہوں تو اس نادانی پر حساس دل رکھنے والے انسان کی کڑھن میں دوچند اضافہ ہو جاتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اس جلن کے خاتمے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، لہٰذا وہ ایک مقامی دریائے گنگا سے چشم تصور میں درخواست گزار ہیں کہ مجھے ڈبو دو، شاید اسی طرح یہ آگ بجھ پائے۔

2۔ شاعر اپنی دلی کڑھن کی وجہ بتاتا ہے کہ ہمارے وطن کی پوری سرزمین سے نفاق کے چشمے اُبل رہے ہیں، گویا ہر طرف نفاق چھایا ہوا ہے۔ یہاں اگر میل ملاپ کی کوئی صورت دکھائی بھی دیتی ہے وہ ظاہری ہے، ورنہ دل اندر سے پھٹے پڑے ہیں۔

یہ شعر وطن عزیز پاکستان کی موجودہ صورت حال پر پوری طرح منطبق ہوتا ہے۔ ایک قلیل اقلیت کو چھوڑ کر پوری قوم نفاق عملی میں مبتلا ہو چکی ہے۔ اسی نفاق عملی کا ذکر نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد میں ہوا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاصؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''چار باتیں جس شخص میں موجود ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہوگی اس میں اس کی نسبت سے نفاق ہوگا، یہاں تک کہ اُسے چھوڑ دے۔

1۔ جب امانت کا حامل بنایا جائے تو خیانت کا ارتکاب کرے۔ (2) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (3) عہد کرے تو بے وفائی (بدعہدی) کرے۔ (4) جب جھگڑا کرے تو آپے سے باہر ہو جائے۔ (متفق علیہ)

آج پاکستانی قوم ان خصلتوں میں بری طرح مبتلا ہے۔ الا ماشاءاللہ

3۔ جن لوگوں میں یک رنگی اور اتحاد ہونا چاہیے، غضب ہے کہ ان میں بیگانگی موجود ہے۔ اس سے بڑھ کر غضب کیا ہوگا کہ سب ایک ہی کھلیان کے دانے ہیں، مگر ایک دوسرے سے جدا جدا ہیں۔

4۔ جس باغ کے پھولوں کو بھائی چارے کی ہوا تک نہ لگی ہو، ان کے سامنے کوئی گیت گانا یا راگ الاپنا بے مزہ ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ ایسے منتشر لوگوں کے سامنے یگانگت کے شعر کہنا، اتحاد و اتفاق کے درس دینا بے سود ہے۔

5۔ لہر اور کنارے کا میل جول عارضی ہوتا ہے۔ لہریں کنارے کو گلے لگا کر جدا ہو جاتی ہیں اور اپنا راستہ لیتی ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ لہریں کنارے سے اس لیے ٹکراتی ہیں کہ اسے توڑ ڈالیں۔ جبکہ کنارہ لہروں کے جوش و خروش کو روکنے کے لیے دیوار بن کر کھڑا ہوتا ہے۔ ایسا میل جول کس کام کا۔ ضرورت اس میل جول کی ہے جو محبت اور یک رنگی پر مبنی ہو اور پائیدار ہو۔ اقبال اسی قربِ حقیقی کی لذت کے متلاشی اور پائیدار قربتوں کے آرزومند ہیں۔

اشعار:

دانۂ خرمن نما ہے شاعرِ معجز بیاں	ہو نہ خرمن ہی تو اس دانے کی ہستی پھر کہاں
حُسن ہو کیا خود نما، جب کوئی مائل ہی نہ ہو	شمع کو جلنے سے کیا مطلب، جو محفل ہی نہ ہو
ذوقِ گویائی خموشی سے بدلتا کیوں نہیں	میرے آئینے سے یہ جوہر نکلتا کیوں نہیں
کب زباں کھولی ہماری لذتِ گفتار نے	پھونک ڈالا جب چمن کو آتشِ پیکار نے

الفاظ کے معنی:

دانۂ خرمن نما: وہ دانہ جو کھیت کی حالت کا پتہ دے ـــــ شاعرِ معجز بیاں: وہ شاعر جس کے اشعار معجزاتی اثر رکھتے ہوں ـــــ۔ خودنما: خود کو ظاہر کرنا ـــــ ذوقِ گویائی: بات کہنے کا شوق ـــــ آتش پیکار: جنگ و جدل (تفرقہ) کی آگ ـــــ

شرح:

6۔ ایسا شاعر جس کے بیان میں معجزانہ کیفیت پائی جاتی ہو، ایسے دانے کی مانند ہے جو کھلیان کی رونق بڑھاتا ہے۔ لیکن اگر کھلیان ہی موجود نہ ہو تو پھر دانے کا وجود کیونکر رہ سکتا ہے۔

7۔ جب حسن کی قدردان آنکھ ہی موجود نہ ہو تو حُسن اپنے آپ کو ظاہر کیوں کرے۔ جب محفل ہی موجود نہ ہو تو شمع روشن رہنے کی آرزو کیوں کرے؟

8۔ شاعر معاشرے میں پائی جانے والی بے تعلقی کی اس کیفیت سے بددل ہو کر کہتا ہے کہ میرا شعر گوئی کا ذوق خاموشی کا رنگ کیوں اختیار نہیں کرتا اور میرا آئینہ اس ناقدر شناسی پر اپنی آب و تاب سے محروم کیوں نہیں ہو جاتا؟

9۔ ہماری زبان نے کیسے ناخوشگوار وقت میں گویائی اختیار کی جبکہ باغ کو آپس کے لڑائی جھگڑے اور پھوٹ نے جلا کر راکھ کر دیا ہے۔

Responsibility of those Responsible

By Muhammad Faheem

The grievous incident of terror in the District Courts of Islamabad has shaken the whole nation and put it in a state of trauma yet again. Most patriotic Pakistanis have already been in a hysterical condition for more than a decade, since ex dictator Pervez Musharaf allowed our land, air and waters to be used by a coalition of foreign aggressors to be precise, which then landed in Afghanistan and caused death and destruction to achieve its ulterior objectives, guised in the narrative of nabbing Osama Bin Laden, the alleged mastermind of the 9/11 episode.

Ironically, it is we Pakistanis that have bled to the last and are now at the threshold of complete collapse in all spheres of our national life. In these trying hours, the present government took some sane steps to seek peace with the TTP by initiating a dialogue through intermediaries appointed by the two sides. Notwithstanding, the negative propaganda of the secular segments including some political parties, anchor persons and stooges of foreign powers, the TTP has announced a month-long ceasefire to give negotiations a chance, which has been responded positively by the Government of Pakistan too.

The enemies of Pakistan cannot see the return of peace in the country and have been pushing for a military approach, working covertly to sabotage every activity that leads to a negotiated settlement of issues. The bloodbath in the district courts in Islamabad on the morning of 3rd March is the saddest of all happenings that resulted in the loss of precious lives, including that of an additional session judge and several lawyers, in addition to other victims. The question to ask is that who is responsible for this deadly attack? It is my strong belief that the responsibility lies with the 'responsible ones' to provide us a prudent answer.

The TTP spokesman has categorically disclaimed the attack and reportedly it is some other terrorist group which has claimed responsibility for it. Amongst the political leadership, the statement of Imran Khan was unambiguous and he openly referred to a 'covert hand' being responsible, which does not wish to see peace being restored to this country. Why the MQM leadership is so interested in a military operation in North Waziristan – the same MQM that has always rebuked and censured any talk of an operation in Karachi – is a mystery. Its official spokesman, Dr. Farooq Sattar is on record calling for the use of force against the TTP in every statement the he has made to date. Karachi is bleeding because of the armed conflict amongst the ethnic and sectarian groups of the city, one of which incidentally happens to be Mr. Sattar's party itself.

It is, however, the duty of the relevant quarters to investigate the Islamabad incident swiftly and accurately, thus not only reaching and arresting the criminals behind it but also uncovering the 'secret terrorist organization' responsible for this heavy affliction. We should not ignore the presence of agents like Raymond Davis who have sneaked into Pakistan in thousands thanks to our ex ambassador to the US, Hussain Haqqani, who had issued Pakistani visas to CIA operative and other mercenaries in bulk. Simultaneously, those responsible for the security of important official sites must also be brought to task. If an attack in the heart of Islamabad cannot be stopped from happening, then the top-bureaucracy, including the IG Police, the Commissioner, the Deputy Commissioner, the DPO and other high-ranking officials, who enjoy all sorts of perks and facilities at the expense of the public exchequer, must be stripped off their posts and substituted by more efficient personnel. Moreover, the interior minister should admit his failure in

guaranteeing enough security to thwart attacks like the one that occurred in the Capital of Pakistan. Hollow slogans and political jugglery should not be used to ameliorate the agonies of not only the common citizens of Pakistan but also officials of the judiciary and other civil and military institutions who have been suffering time and again at the hands of terrorists.

A point to note is that many a time in the contemporary world, personnel responsible for ensuring security have been known to have preferred to resign from very prestigious positions when some critical incident happened citing, open-heartedly, negligence on their part. This, unfortunately, is not the norm that has been customary in Pakistan. Will the aftermath of this tragedy result in the rolling of some heads? In my opinion, there will be no change and business will continue as usual!

تنظیم اسلامی حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام آگاہی منکرات پروگرام

11 فروری 2014ء بروز منگل امیر حلقہ سرگودھا نے امیر تنظیم اسلامی سرگودھا اور نقباء کے ساتھ ایک خصوصی مشاورت کی، جس میں یہ طے پایا کہ 12 فروری کو سرگودھا تنظیم کے تمام اسرہ جات سرگودھا کے بڑے بڑے تعلیمی اداروں مثلاً پنجاب کالج، سپیریئر کالج وغیرہ میں ہینڈ بلز بعنوان ”ویلنٹائن ڈے ایک کافرانہ اور مشرکانہ رسم“ تقسیم کریں گے۔ جمعرات 13 فروری کو اسی حوالے سے ایک ریلی کے انعقاد اور بروز جمعۃ المبارک یونیورسٹی آف سرگودھا کے سامنے کیمپ لگانے کا پروگرام بنایا۔

13 فروری بروز جمعرات کو بعد نماز عصر ریلی کا آغاز ہوا۔ امیر حلقہ سرگودھا نے سب سے پہلے سورۃ آلِ عمران کی آیات 104 اور 109 کی روشنی میں تذکیری گفتگو کی اور رفقا کو ریلی کے متعلق ہدایات دیں۔ ریلی کا آغاز بلاک 19 شربت چوک سے ہوا۔ ریلی سرگودھا کے اہم تجارتی مراکز طفیل چوک، گول چوک، شاہین چوک اور کلیار چوک سے ہوتی ہوئی نماز مغرب سے پہلے شربت چوک میں اختتام پذیر ہوئی۔ ریلی میں کل 21 رفقاء نے شرکت کی۔ امیر حلقہ نے ریلی کے اختتام پر رفقاء کا شکریہ ادا کیا اور ان کو شکرانے کے نفل ادا کرنے کی تاکید کی۔

14 فروری بروز جمعۃ المبارک یونیورسٹی آف سرگودھا کے بالمقابل اینٹی ویلنٹائن ڈے کیمپ لگایا گیا۔ کیمپ کا دورانیہ صبح 9 بجے تا سہ پہر 4 بجے تھا۔ رفقاء نے اس کیمپ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ فحاشی کے خلاف اور ویلنٹائن ڈے کی مذمت کے حوالے سے مختلف پول بینرز پولز پر آویزاں کیے گئے اور تقریباً 4000 ہینڈ بلز ان 3 دنوں کے دوران تقسیم کیے گئے۔ کیمپ کی نگرانی امیر حلقہ نے کی اور مختلف رفقاء کو یونیورسٹی کے دروازوں پر ہینڈ بلز تقسیم کرنے کی ذمہ داری دی گئی۔ اسلامی جمعیت طلبہ سرگودھا یونیورسٹی کے ناظم نے امیر حلقہ سے خصوصی ملاقات کی اور تنظیم اسلامی کی اس کاوش کو سراہا اور امیر حلقہ کا شکریہ ادا کیا اور انہیں اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ اس موقع پر امیر حلقہ نے میڈیا کے نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے یہ واضح کیا کہ دین اسلام انسان سے باحیا کردار کا تقاضا کرتا ہے جبکہ مغرب کا مادر پدر آزاد معاشرہ اسلام کے اس امتیازی وصف کو مسلمانوں کے اندر سے ختم کرنے کے درپے ہے اور ویلنٹائن ڈے اسی مذموم سازش کی ایک کڑی ہے۔ اسی پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو باحیا کردار اور اپنے دین پر استقامت نصیب فرمائے۔ (آمین) (مرتب: حافظ محمد زین العابدین)

سالانہ اجتماع سے واپسی پر

رفقاءِ تنظیم اسلامی کے نام ایک پیغام

دنیا میں ہمیشہ کچھ رکاوٹیں پیش آتی ہیں

ان رکاوٹوں کا منفی نام پرابلم (problem) ہے

اور

ان رکاوٹوں کا مثبت نام چیلنج (challenge)

(قاضی عبدالقادر، کراچی)

مقامی تنظیم ”سوسائٹی کراچی“ میں حبیب الرحمٰن کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ کراچی جنوبی کی جانب سے مقامی تنظیم سوسائٹی میں تقرر امیر کے لیے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 20 فروری 2014ء میں مشورہ کے بعد حبیب الرحمٰن کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم ”ملیر کراچی“ میں راشد حسین شاہ کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ کراچی جنوبی کی جانب سے مقامی تنظیم ملیر میں تقرر امیر کے لیے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 20 فروری 2014ء میں مشورہ کے بعد سید راشد حسین شاہ کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم ”کوئٹہ“ میں خواجہ ندیم احمد کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ بلوچستان کی جانب سے مقامی تنظیم کوئٹہ میں تقرر امیر کے لیے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 20 فروری 2014ء میں مشورہ کے بعد خواجہ ندیم احمد کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

مقامی تنظیم صدر لاہور میں عمران علی کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ لاہور شرقی کی جانب سے مقامی تنظیم صدر میں تقرر امیر کے لیے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 20 فروری 2014ء میں مشورہ کے بعد عمران علی کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

THE BENCHMARK

THE BENHCMARK is a unique blend where students receive essential knowledge of Islam along with well-planned curriculum under the guideline of Cambridge University. Arabic and English are taught as first language with understanding of Quran&Ahadith without any sectarian division.

THE BENCHMARK; along with contemporary education, offers:

- Tajweed, Nazra, Hifz and understanding of Qur'an.
- Arabic and English arethe medium of instruction.
- Ahadeeth
- Seerat un Nabi&Sahaba
- Activity based learning
- Science with reasons
- Mathematics with applications
- Gymnastic, tae Kwando, swimming etc.

For further information please contact:

E-82, Block-4, Gulshan-e-Iqbal, Karachi

Tel: 021-34800932-3

Website: www.thebenchmark.com.pk